بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 70

ایڈیٹر منصور احمد

نائب تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

شمارہ 4

شرح چندہ
سالانہ 700 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

14 / جمادی الثانی 1442 ہجری قمری • 28 / صلح 1400 ہجری شمسی • 28 / جنوری 2021ء

ارشاد باری تعالیٰ

مَا یَفۡعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمۡ
اِنۡ شَکَرۡتُمۡ وَاٰمَنۡتُمۡ ؕ
وَکَانَ اللّٰہُ شَاکِرًا عَلِیۡمًا

(النساء: 148)

ترجمہ: اگر تم شکر کرو اور ایمان لے آؤ تو اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا۔ اور اللہ شکر کا بہت حق ادا کرنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 22 / جنوری 2021 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ نے چار قسم کے نشان مجھے دیئے ہیں، جن کو میں نے بڑے دعوے کے ساتھ متعدد مرتبہ لکھا اور شائع کیا ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

میں نے بار ہا ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار قسم کے نشان مجھے دیئے ہیں اور جن کو میں نے بڑے دعوے کے ساتھ متعدد مرتبہ لکھا اور شائع کیا ہے۔

اوّل: عربی دانی کا نشان ہے اور یہ اس وقت سے مجھے ملا ہے، جب سے کہ محمد حسین (بٹالوی صاحب) نے یہ لکھا کہ عاجز عربی کا ایک صیغہ بھی نہیں جانتا؛ حالانکہ ہم نے پہلے کبھی دعویٰ بھی نہیں کیا تھا کہ عربی کا صیغہ آتا ہے۔ جو لوگ عربی املاء اور انشاء میں پڑے ہیں وہ اس کی مشکلات کا اندازہ کر سکتے ہیں اور اس کی خوبیوں کا لحاظ رکھ سکتے ہیں۔ مولوی صاحب (مولوی عبدالکریم صاحب سے مراد تھی) شروع سے دیکھتے رہے ہیں کہ کس طرح پر اللہ تعالیٰ نے اعجازی طور پر مدد دی ہے۔ بڑی مشکل آ کر پڑتی ہے جب ٹھیٹھ زبان کا لفظ مناسب موقع پر نہیں ملتا، اس وقت اللہ تعالیٰ وہ الفاظ القاء کرتا ہے۔ نئی اور بناوٹی زبان بنا لینا آسان ہے، مگر ٹھیٹھ زبان مشکل ہے۔ پھر ہم نے ان تصانیف کو بیش قرار انعامات کے ساتھ شائع کیا ہے اور کہا ہے کہ تم جس سے چاہو مدد لے لو اور خواہ اہل زبان بھی بلا لو۔ مجھے خدا تعالیٰ نے اس بات کا یقین دلا دیا ہے کہ وہ ہرگز قادر نہیں ہو سکتے، کیونکہ یہ نشان قرآن کریم کے خوارق میں سے ظلّی طور پر مجھے دیا گیا ہے۔

دوم: دعاؤں کا قبول ہونا۔ میں نے عربی تصانیف کے دوران میں تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے کہ کس قدر کثرت سے میری دعائیں قبول ہوئی ہیں۔ ایک ایک لفظ پر دعا کی ہے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو مستثنیٰ کرتا ہوں۔ (کیونکہ ان کے طفیل اور اقتداء سے تو یہ سب کچھ ملا ہی ہے) اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں اس قدر قبول ہوئی ہیں کہ کسی کی نہیں ہوئی ہوں گی۔ میں نہیں کہہ سکتا دس ہزار یا دو لاکھ یا کتنے اور بعض نشانات قبولیت کے تو ایسے ہیں کہ ایک عالم ان کو جانتا ہے۔

تیسرا: نشان پیش گوئیوں کا ہے یعنی اظہار علی الغیب۔ یوں تو نجومی اور رمّال لوگ بھی اٹکل بازیوں سے بعض باتیں ایسی کہہ دیتے ہیں کہ ان کا کچھ نہ کچھ حصہ ٹھیک ہوتا ہے اور ایسا ہی تاریخ ہم کو بتلاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی کاہن لوگ تھے جو غیب کی خبریں بتلاتے تھے، چنانچہ سطیح بھی ایک کاہن تھا، مگر ان اٹکل باز رمّالوں اور کاہنوں کی غیب دانی اور مامور من اللہ اور ملہم کے اظہار غیب میں یہ فرق ہوتا ہے کہ ملہم کا اظہار غیب اپنے اندر الٰہی طاقت اور خدائی ہیبت رکھتا ہے، چنانچہ قرآن کریم نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ فَلَا یُظۡہِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ (الجن: 27، 28) یہاں اظہار کا لفظ ہی ظاہر کرتا ہے کہ اس کے اندر ایک شوکت اور قوت ہوتی ہے۔

چوتھا نشان قرآن کریم کے دقائق اور معارف کا ہے، کیونکہ معارف قرآن اس شخص کے سوا اور کسی پر نہیں کھل سکتے جس کی تطہیر ہو چکی ہو۔ لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ (الواقعہ: 80) میں نے کئی مرتبہ کہا ہے کہ میرے مخالف بھی ایک سورۃ کی تفسیر کریں اور میں بھی تفسیر کرتا ہوں۔ پھر مقابلہ کر لیا جاوے، مگر کسی نے جرأت نہیں کی۔ محمد حسین وغیرہ نے یہ تو کہہ دیا کہ ان کو عربی کا صیغہ نہیں آتا اور جب کتابیں پیش کی گئیں تو بودے اور رکیک عذر کر کے ٹال دیا کہ یہ عربی تو اروی کچالو ہے، مگر یہ نہ ہو سکا کہ ایک صفحہ ہی بنا کر پیش کر دیتا اور دکھا دیتا کہ عربی یہ ہے۔

غرض یہ چار نشان ہیں جو خاص طور پر میری صداقت کیلئے مجھے ملے ہیں۔

(ملفوظات، جلد 1 صفحہ 252، مطبوعہ قادیان 2018)

......☆......☆......☆......

خالی عمل کچھ چیز نہیں جب تک اسکے ساتھ دل کی اصلاح نہ ہو، عمل کے ساتھ دل کی پاکیزگی بھی ضروری ہے

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یَہۡدِیۡہِمۡ رَبُّہُمۡ بِاِیۡمَانِہِمۡ سورۃ یونس آیت نمبر 10 کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اصل ہدایت ایمان کے سبب سے ملتی ہے۔ خالی عمل کچھ چیز نہیں جب تک اسکے ساتھ دل کی اصلاح نہ ہو۔ ایک شخص چوری کا پورا ارادہ رکھتا ہو مگر اسے چوری کا موقع نہ ملے تو وہ دیانت دار نہیں کہلا سکتا۔ اسی طرح دل تو غیر اللہ کے خوف سے پر ہو مگر ظاہر میں اسے سجدہ نہ کرے تو وہ شخص موحد نہیں کہلا سکتا۔ بعض نادان یہ خیال کرتے ہیں کہ اسلام عمل پر زور نہیں دیتا بلکہ صرف ایمان کو پیش کرتا ہے حالانکہ یہ بات درست نہیں۔ اسلام جس بات پر زور دیتا ہے وہ یہ ہے کہ عمل کے ساتھ دل کی پاکیزگی بھی ضروری ہے۔ اگر دل پاک نہیں اور عمل کا ساتھ نہیں دیتا تو ایسا ایمان کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ اور کون عقل مند اس امر کا انکار کر سکتا ہے کہ اصل پاکیزگی دل کی اور خیالات کی پاکیزگی ہے۔ جب دل پاک ہو جاتا ہے تو ممکن ہی نہیں ہوتا کہ اعمال اس کی اتباع نہ کریں۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ انسان لوگوں کے خوف سے عمل اور قسم کے کرے مگر یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ انسان لوگوں کے خوف سے اپنے خیالات کو بدل لے۔ دل پر دوسرے انسانوں کا تصرف نہیں ہوتا۔ زبردست بادشاہوں کے قبضہ سے بھی دل بالا ہے۔ پس ایسی چیز پر اللہ تعالیٰ نے ہدایت کا مدار رکھا ہے جو خود انسان کے قبضہ میں ہے اور دوسرے لوگوں کا اس میں دخل نہیں۔

بِاِیۡمَانِہِمۡ کہہ کر اس امر کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے کہ جزاء ایمان کے مطابق ہو گی۔ یعنی ظاہری عمل میں گو دو شخص برابر ہوں لیکن وہ اخلاص اور محبت جو عمل کے پیچھے ہے اس سے جزاء میں فرق آ جائے گا۔ یہ بھی ایک زبردست نکتہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر کو تم پر فضیلت اس چیز کے سبب سے ہے جو اسکے دل میں ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص نمازیں زیادہ پڑھتا ہے اور روزے بھی زیادہ رکھتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو ایک دوسرا شخص جذب کر لیتا ہے اسکی وجہ اسکے دل کی حالت ہوتی ہے۔ حقیقی پاکیزگی اور اخلاص جسے زیادہ حاصل ہوتا ہے اسکے تھوڑے عمل زیادہ فوائد کو کھینچ لیتے ہیں۔ درحقیقت اس شخص کے سب اعمال ہی عبادت بن جاتے ہیں کیونکہ اسکے بظاہر دنیوی نظر آنے والے اعمال بھی خدا ہی کیلئے ہوتے ہیں اور بنی نوع انسان کی ہمدردی اسکی ہر حرکت کا موجب ہوتی ہے۔

(تفسیر کبیر، جلد 3، صفحہ 34، مطبوعہ قادیان 2010)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آیت سجدہ پر سجدہ کرتے اور صحابہ بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے

(1075) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو وہ سورۃ پڑھ کر سناتے جس میں سجدہ ہوتا۔ آپؐ بھی سجدہ کرتے اور ہم بھی سجدہ کرتے۔ یہاں تک کہ ہم میں سے کسی کو اپنی پیشانی رکھنے کی جگہ نہ ملتی۔

(1073) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: مَیں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورۃ والنجم پڑھی۔ آپؐ نے اس میں سجدہ نہیں کیا۔

(1077) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن منبر پر کھڑے ہو کر سورہ النحل پڑھی۔ جب سجدہ کی آیات پر پہنچے تو اترے اور انہوں نے سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ جب دوسرا جمعہ ہوا تو حضرت عمرؓ نے وہی سورۃ پڑھی۔ جب سجدہ کی آیات پر پہنچے تو انہوں نے کہا: لوگو! ہم سجدہ کی آیات سے گزرتے ہیں، سو جس نے سجدہ کیا اس نے اچھا کیا اور جس نے سجدہ نہ کیا اس پر کوئی گناہ نہیں اور حضرت عمرؓ نے سجدہ نہیں کیا اور نافع نے حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہوئے اتنا زیادہ بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے سجدۂ تلاوت فرض نہیں کیا ہاں اگر ہم چاہیں (تو سجدہ کر لیں)

(صحیح بخاری، جلد 2، کتاب سجود القرآن، مطبوعہ قادیان 2006)

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)
خطبہ جمعہ فرمودہ 8 / جنوری 2021ء (مکمل متن)
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از نبیوں کا سردار)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرت المہدی)
مستورات سے خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 2008
اختتامی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 2008
پیغام حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ گوئٹے مالا 2019
خطبہ جمعہ حضور انور بطرز سوال و جواب
درخواست دعا
خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی الْعَالَمِ ❁ شَرُّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

کتاب نور الحق کی مثل لانے پر پادری عماد الدین کے لئے پانچ ہزار روپے کا انعام

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس انعامی چیلنج کا کچھ تذکرہ اور اس کا پس منظر قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں۔ پادری عماد الدین نے اپنی کتاب ’’توزین الاقوال‘‘ میں قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت پر اعتراضات کئے جس کے جواب میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عربی فصیح و بلیغ میں کتاب ’’نور الحق‘‘ تصنیف فرمائی اور آپؑ نے اس میں عماد الدین کے اعتراضات کے جوابات دیئے اور اس کو چیلنج دیا کہ اگر وہ بھی کچھ عربی جانتا ہے تو ایسی ہی کتاب عربی میں لکھ کر دکھادے اُسے پانچ ہزار روپے انعام میں دیئے جائیں گے۔ ذیل میں ہم اس چیلنج کا ذکر کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عماد الدین کو عربی میں مقابلہ کیلئے پُرشوکت للکار

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اور اگر تو اپنے نفس کو کچھ چیز سمجھتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ تُو بھی ایک ادیبوں میں سے ہے پس خبردار ہو جا کہ تیری پتھری کی آگ نکالنے کیلئے مَیں کھڑا ہو گیا ہوں اور تیری تلوار کا جوہر دیکھنے کیلئے میں اٹھا ہوں اور رسالہ عجالہ کو مَیں نے عربی میں اسی غرض سے تالیف کیا ہے اور یہ رسالہ نادر اور چمکیلے بیانوں سے پُر ہے جو موتیوں کی طرح ہیں اور نیز ادب کی نمکین عبارتوں پر مشتمل ہے اور مَیں نے اس کو بہت عمدہ کنایات اور نکات لطیفہ کے موتیوں سے مرشح اور مرصع کیا ہے اور اس میں امثال عربیہ بہت ہیں اور لطائف ادبیہ بکثرت ہیں اور اسی طرح اشعار نوطرز اور خوبصورت قصیدے بھی اس میں ہیں اور مَیں اس کتاب میں اشعار اجنبیہ نہیں لایا بلکہ وہ سب میری طبیعت کے نتیجے اور میری زمین کے پھل ہیں اور مَیں نے یہ اس لئے کیا کہ تا تیری عقل کا عمق اور تیری فضیلت کا مقدار آزماؤں اور تیرا اندازہ علم اور شیرینی کلام کو دیکھوں، کیا تُو اپنے دعویٰ میں سچا اور اپنے شور و شر کا اہل ہے اور کیا تجھے حق ہے کہ تُو کتاب اللہ قرآن پر حملہ کرے اور خدا تعالیٰ کے صحیفوں کی بلاغت اور اسکے میدان کشتی گاہ کی نسبت نکتہ چینی کرے سو مَیں نے چاہا کہ دیکھوں کہ تُو اپنے دعووں میں سچا ہے یا جھوٹوں میں سے ہے۔ (نور الحق رُوحانی خزائن جلد 8 صفحہ 152)

عماد الدین کو دو مہینے کی مہلت، وہ جس کو چاہے اپنی مدد کے لئے بلا لے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صرف چند دنوں میں کتاب لکھی لیکن مخالفین کو مقابلہ کے لئے آپؑ نے پورے دو ماہ کی مہلت دی۔ آپؑ فرماتے ہیں :

اور تجھ کو یہ اجازت بھی حاصل ہے کہ تو اپنے تمام گروہ کے ساتھ مل کر لکھے کیونکہ ہماری طرف سے ان سے مدد لینے کی تجھ کو ممانعت نہیں...... مَیں تجھے اور تیرے بھائیوں اور تیرے دوستوں اور تیری قوم اور تیرے مددگاروں کو جو کہتے ہیں جو ہم مولوی ہیں دو کامل مہینوں کی مہلت دیتا ہوں اور یہ مہلت اشاعت کی تاریخ سے ہے تاکہ تم اپنا کمال بلاغت دکھلاؤ۔ (ایضاً صفحہ 154)

اور نصاریٰ کا اختیار ہوگا کہ اس مقابلہ میں ایک دوسرے کو مدد دیویں اور سب متفق ہو کر اس معرکہ کیلئے اٹھیں اور بعض بعض کے پشت پناہ بن جائیں اور ایک جاہل، باخبر آدمی سے پوچھ لے اور دور و نزدیک سے ہر یک مددگار اور معین اپنے لئے بلالیں اور مسیح سے بھی مدد لیں جو اُنکی نظر میں خدا ہے اور کوئی خدا نہیں بجز اسکے جو قیوم العالمین ہے اور چاہئے کہ اپنے اس روح القدس سے بھی مدد لیں جو بولیاں سکھاتا تھا اگر سچے ہیں۔ (ایضاً صفحہ 155)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہ صرف عماد الدین بلکہ تمام پادریوں اور تمام مولویوں بالخصوص محمد حسین بٹالوی اور رسل بابا امرتسری کو اس مقابلہ کیلئے بلایا۔ آپ نے اپنی کتاب ’’اِتْمَامُ الْحُجَّۃ‘‘ میں اعلان فرمایا :

’’ہماری طرف سے تمام پادریان اور شیخ محمد حسین بطالوی اور مولوی رسل بابا امرتسری اور دوسرے ان کے سب رفقاء اس مقابلہ کے لئے مدعو ہیں۔‘‘ (اتمام الحجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 304)

عماد الدین کے لئے پانچ ہزار روپے کے انعام کا پُرشوکت اعلان

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

پس اگر تم اس رسالہ کی مثل بنالائے اور اس مدت میں جو بڑی وسیع مدت ہے تم نے ہر یک مماثلت اور موازنت کے لحاظ سے رسالہ بنا کر پیش کر دیا اور ہم نے دیکھ لیا کہ نعل بنعل تم نے مقابلہ کر دکھلایا تو اس صورت میں ہم تمہیں پانچ ہزار روپیہ انعام دیں گے۔ یہ وعدہ اللہ جلّ شانہٗ کی قسم کے ساتھ موکد ہے۔ اور اگر تجھے ایمانی قسموں پر اعتبار نہ آوے پس ہم خزانہ انگریزی میں روپیہ جمع کرا دیں گے تاکہ تجھے اطمینان ہو۔ (نور الحق صفحہ 154)

گورنمنٹ انگریزی کو حکم بنانے کی تجویز

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

یہ وہ بات ہے جس پر ہم اپنے دل کی خوشی اور انشراح صدر سے راضی ہو گئے اور ہم اس بات پر بھی راضی ہو گئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم میں اور ہمارے مخالفوں میں حَکَم بن جائے پس اگر گورنمنٹ ان لوگوں کو اپنے قولوں میں صادق پاوے جو قرآن شریف کی فصاحت اور بلاغت پر حملہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بھی مسلمانوں کے علماء کی طرح مولوی ہیں اور نادان نہیں ہیں اور فصاحت اور عدم فصاحت میں فرق کرنے کیلئے ہم میں مادّہ ہے اور گورنمنٹ دیکھے کہ وہ اس میدان میں درحقیقت پیش دستی لے جانے والے ہیں پس لازم ہوگا کہ گورنمنٹ ہمارا انعام ان کو لے دے اور ہمیں کاذب خیال کرے اور ان کے کمال علم کو ملکوں اور ولایتوں میں مشہور کرے اور دنیا کے کناروں تک ان کے فضائل مشتہر کر دے اور ان کے نام فاضلوں میں لکھ لے اور اگر گورنمنٹ ان کو ایسا نہ پاوے بلکہ ان کو ایک جاہلوں کا گروہ پائے جو اس قسم کے کمالات سے دُور و مہجور ہیں پس ہم حکومت برطانیہ کے عدل اور انصاف سے امید رکھتے ہیں کہ بعد اس کے ان کذابوں کو اس بات سے منع کرے کہ اپنے تئیں مولوی کے نام سے موصوف کریں اور باوجود جاہل ہونے کے قرآن کریم کی بلاغت پر حملہ کریں۔ (نور الحق صفحہ 155)

مقابلہ کے لئے عماد الدین پہلا مخاطب ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اور اس دعوت میں ہمارا اوّل مخاطب اور اس معرکہ میں ہمارا اوّل مدعو پادری عماد الدین ہے کیونکہ وہ قرآن شریف کی فصاحت اور بلاغت سے انکاری ہے اور اپنی ہر ایک کتاب میں بے حیائی دکھلاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ایک عالم بزرگ ہوں اور قرآن فصیح نہیں ہے بلکہ صحیح بھی نہیں ہے اور میں اس میں کوئی بلاغت نہیں دیکھتا اور نہ فصاحت، جیسا کہ خیال کیا گیا ہے...... اور وہ کمال عربی دانی کا دعویٰ کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بباعث بے شرمی اور دروغ گوئی کے گالیاں نکالتا ہے اور قرآن شریف کی فصاحت کی ایسے دعویٰ سے اور غرور سے عیب جوئی کرتا ہے کہ گویا وہ امرءالقیس کا چچا یا خالہ زاد بھائی ہے اور اپنا نام مولوی رکھتا ہے اور متکبروں کی طرح چلتا ہے۔

پھر اس کے بعد ہم ہر ایک کرشتان کو جو اپنے تئیں مولوی کے نام سے موسوم کرتا ہے مخاطب کرتے ہیں...... اور ہم ان سب کو مقابلہ کے لئے بلاتے ہیں اگر وہ ایسی کتاب بناویں تو ہماری طرف سے ان کو پانچ ہزار روپیہ انعام ہے جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ (نور الحق صفحہ 155)

اسلام و بانی اسلام و قرآن کریم کے تئیں حضرت مسیح موعودؑ کی بے پناہ محبت و غیرت

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اور یاد رکھنا چاہئے کہ یہ انعام اس صورت میں ہے کہ جب بالمقابل رسالہ بعینہٖ ہمارے اس رسالہ کے مشابہ ہو اور مماثلت اور مشابہت کو ثابت کریں۔ لیکن اگر بنانے سے انکار کریں اور لومڑیوں کی طرح پیٹھیں دکھلاویں اور ان مطالب پر قدرت نہ پاسکیں اور نہ توہین قرآن شریف کی عادت کو چھوڑیں اور کتاب اللہ کی جرح و قدح سے باز نہ آویں اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشنام دہی سے رکیں اور نہ اس بیہودہ گوئی سے اپنے تئیں روکیں کہ قرآن فصیح نہیں ہے اور نہ توہین اور تحقیر کے طریق کو چھوڑیں پس ان پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہزار لعنت ہے پس چاہئے کہ تمام قوم کہے کہ آمین۔ (نور الحق صفحہ 158)

ہر یک شخص جو ولد الحلال ہے اور خراب عورتوں اور دجال کی نسل میں سے نہیں ہے وہ دو باتوں میں سے ایک بات ضرور اختیار کرے گا یا تو بعد اس کے دروغ گوئی اور افترا سے باز آ جائے گا یا ہمارے اس رسالہ جیسا رسالہ بنا کر پیش کرے گا مگر وہ شخص کہ جس نے نہ تو ہمارے رسالہ جیسا رسالہ بنایا اور نہ قرآن کریم کی جرح قدح سے باز آیا اور نہ فصاحت قرآنی پر حملہ بیجا کرنے سے اپنے تئیں روکا پس اس پر وہ سب باتیں وارد ہوں گی جو ہم اس رسالہ میں کہہ چکے ہیں اور اس پر خدا تعالیٰ کی لعنت اور نیز اس کے تمام فرشتوں اور آدمیوں کی ہے۔ پس چاہئے کہ ساری قوم کہے آمین آمین۔ (نور الحق صفحہ 163)

عماد الدین کے گلے میں ہزار لعنت کی ذلّت کا لمبا رسہ

عماد الدین نے اس غیرت دلانے اور شرمسار کرنے والے الفاظ کا کچھ بھی پاس لحاظ نہ کیا۔ نہ وہ دروغ گوئی اور افتراء سے باز آیا اور نہ نور الحق جیسا رسالہ بنا کر دکھا سکا۔ لہٰذا قیامت تک اس کے گلے میں ہزار لعنت کا لمبا رسّا پڑا۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : ’’باوجود ان سخت لعنتوں کے جو مرنے سے کروڑ ہا درجہ بدتر ہیں پادری عماد الدین اور دوسرے تمام پنجاب اور ہندوستان کے عیسائی جو مولوی کہلاتے اور عربی دان ہونے کا دم مارتے تھے جواب لکھنے سے عاجز رہ گئے اور باوجود اس کے اپنے ناجائز حملوں سے باز نہ آئے بلکہ انہیں دنوں میں پادری عماد الدین نے شرم اور حیا کو علیحدہ رکھ کر قرآن شریف کا ترجمہ چھاپا اور اپنی طرف سے اس پر نوٹ لکھے اور اس ہزار لعنت کا پہلا وارث اپنے تئیں بنایا۔‘‘ (انوار الاسلام، رُخ جلد 9 صفحہ 9)

اور اسی کتاب کے صفحہ 60 پر آپؑ نے فرمایا : ’’باقی رہا پادری عماد الدین، اس کے گلے میں ہزار لعنت کی ذلت کا لمبا رسہ پڑا جو نور الحق کے جواب سے عاجز ہونے سے اُس کو اور اُس کے تمام بھائیوں کو نصیب ہوا۔‘‘

آئندہ انشاء اللہ ہم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور انعامی چیلنج قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

خطبہ جمعہ

جو چیز خدا تعالیٰ کی خاطر خرچ کی جائے وہ ضائع نہیں جاتی بلکہ یہ ایسا قرض ہے جسے اللہ تعالیٰ کئی گنا بڑھا کر لوٹاتا ہے

تحریکِ وقفِ جدید کے تریسٹھویں سال کے دوران جماعتہائے احمدیہ کی طرف سے ایک کروڑ پانچ لاکھ تیس ہزار پاؤنڈز کی بے مثال قربانی

اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کیلئے مخلوق کی خدمت کیلئے مالی قربانی کرنا بھی ایک بہت بڑی نیکی ہے اور اللہ تعالیٰ کبھی اسے بغیر اجر کے نہیں چھوڑتا

ہر طبقہ کے احمدی کا ذاتی تجربہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر، اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے کیلئے اس کی راہ میں خرچ کرنا جہاں دل کے سکون کا باعث بنتا ہے وہاں دنیاوی لحاظ سے بھی ہزاروں لوگ اس تجربہ سے گزرتے ہیں کہ حیرت انگیز طور پر اللہ تعالیٰ وہ رقم جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر دی ہوتی ہے واپس لوٹاتا ہے شرط یہ ہے کہ نیک نیتی سے خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر قربانی کی جائے اور قربانی اور اس کیلئے باقی احکامات اور نیکیوں کو بھی بجالایا جائے

ہمارے مخالفین کہتے ہیں کہ ہم جماعت کا نام دنیا سے مٹا دیں گے، کون ہے جو اللہ تعالیٰ سے ایسی محبت کرنے والوں اور وفا کرنے والوں کو مٹا سکے

لوگ تو نمازیں اور تہجد پڑھتے ہیں اس لیے کہ ہم چندوں کی ادائیگی کر سکیں بجائے اس کے کہ اپنی ذاتی ضروریات پوری کریں

مخالفین چاہے جتنا بھی زور لگالیں لیکن یہ جماعت خدا تعالیٰ نے اپنے دین کو دنیا میں پھیلانے کیلئے قائم فرمائی ہے، اس لیے ہر موقع پر خدا تعالیٰ ہی سنبھالتا ہے اور مدد فرماتا ہے اور ایک نسل کے بعد دوسری نسل کے دل میں اس کی محبت اور اس کے مقاصد کی تکمیل کی تڑپ پیدا کرتا چلا جاتا ہے

وقفِ جدید کے چونسٹھویں سال کے آغاز کا اعلان اور دنیا بھر میں بسنے والے احمدیوں کی قربانی کے واقعات کا عمومی تذکرہ

پاکستان اور الجزائر کے احمدیوں کی شدید مخالفت کے پیشِ نظر دعاؤں، نوافل اور صدقات پر زور دینے کی تلقین

امن کے لحاظ سے پاکستان کے عمومی حالات نیز دنیا کی تیزی سے بگڑتی ہوئی صورت حال کے پیشِ نظر دعاؤں کی طرف توجہ کرنے کا ارشاد

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 8 جنوری 2021ء بمطابق 8 صلح 1400 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ -

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ - الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ - اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ -

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ - صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ -

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (البقرۃ:246)

کون ہے جو اللہ کو قرضۂ حسنہ دے تاکہ وہ اس کیلئے اسے کئی گنا بڑھائے اور اللہ رزق قبض بھی کر لیتا ہے اور کھول بھی دیتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کو قرض دینے کا ذکر ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کو انسانی پیسے کی ضرورت ہے اور اپنی ضروریات پوری کرنے کیلئے وہ قرض مانگ رہا ہے۔ قرض کے ایک تو عام معنی ہیں جو ہم قرض کے لین دین میں استعمال کرتے ہیں، کسی سے ادھار لیا دیا لیکن اس کے لغوی معنی اچھے یا بُرے بدلے کے بھی ہیں۔ یہاں اس کے معنی ہوں گے کہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کا اس کو بہترین بدلہ دے۔

پس جہاں اللہ تعالیٰ کیلئے خرچ کرنے یا دینے کا سوال اٹھتا ہے تو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس کام کو کرنے والے کو بہترین بدلہ عطا فرماتا ہے۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ کیلئے خرچ کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کو دے رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کا بہترین بدلہ عطا فرماتا ہے۔ قرآن کریم میں اور بھی بہت سی جگہ قربانیوں اور مالی قربانیوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر یا اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی بہتری کی خاطر خرچ کرنے کو خود اللہ تعالیٰ کی خاطر خرچ کرنے کے برابر ٹھہرایا گیا ہے۔ اور جو چیز خدا تعالیٰ کی خاطر خرچ کی جائے وہ ضائع نہیں جاتی بلکہ یہ ایسا قرض ہے جسے اللہ تعالیٰ کئی گنا بڑھا کر لوٹاتا ہے۔ پس کوئی یہ نہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی قرض کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ تو خود ربّ ہے، تمام جہان کو پالنے والا ہے اور دینے والا ہے۔ اس کو کسی کی حاجت نہیں ہے۔ وہ جب اپنے لیے قرض کا لفظ استعمال کرتا ہے تو مطلب ہے کہ میرے راستے میں خرچ کرو اور میرے بے شمار انعامات حاصل کرنے والے بنو۔ کون ہے جو مجھے قرضۂ حسنہ دے؟ یہ سوال اٹھا کر اس طرف ترغیب دلائی گئی ہے کہ کون ہے جو میرے راستے میں خرچ کر کے میرے بے شمار انعاموں کا وارث بنے اور بنتا چلا جائے؟ اور آگے خود ہی اس کی وضاحت بھی فرما دی کہ میں تمہارے اس قرض کو اپنے پاس رکھنے کیلئے، اپنی ضرورت کے خرچ کیلئے نہیں مانگ رہا بلکہ تمہیں کئی گنا بڑھا کر دینے کیلئے تمہارے سے یہ قرض لے رہا ہوں اور اس کیلئے کہہ رہا ہوں۔ اگر تم میرے دین کیلئے، میری مخلوق کی بہتری کیلئے خرچ کرو گے تو کئی گنا بڑھا کر تمہیں واپس لوٹاؤں گا اور قرضۂ حسنہ کا لفظ استعمال کر کے یہ بھی بتا دیا کہ تم اپنی مرضی سے اور خوش دلی سے یہ خرچ کرو گے تو پھر ایسا جو خرچ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہوگا وہ تمہاری طرف سے قرضۂ حسنہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے کئی گنا بڑھا کر لوٹائے گا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ایک مجلس میں اس حوالے سے بیان کرتے ہوئے ایک جگہ یوں فرمایا کہ

’’اللہ تعالیٰ جو قرض مانگتا ہے تو اس سے یہ مراد نہیں ہوتی ہے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کو حاجت ہے اور وہ محتاج ہے۔ ایسا وہم کرنا بھی کفر ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جزا کے ساتھ واپس کروں گا۔‘‘ یعنی بڑھا کر واپس کروں گا ’’یہ ایک طریق ہے اللہ تعالیٰ جس سے فضل کرنا چاہتا ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 3، صفحہ 268)

پھر ایک موقع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’ایک نادان کہتا ہے کہ مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا (البقرہ:246) (کون شخص ہے جو اللہ کو قرض دے) اس کا مفہوم یہ ہے کہ گویا معاذ اللہ خدا بھوکا ہے۔ احمق نہیں سمجھتا۔‘‘ آپؑ فرماتے ہیں کہ احمق لوگ ہیں جو ایسی باتیں کرتے ہیں۔ ’’احمق نہیں سمجھتا کہ اس سے بھوکا ہونا کہاں سے نکلتا ہے؟‘‘ جب قرضۂ حسنہ کی بات اللہ تعالیٰ کرتا ہے کہ مجھے دو تو اس سے کہاں یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھوکا ہے۔ فرمایا کہ ’’یہاں قرض کا مفہوم اصل تو یہ ہے کہ ایسی چیزیں جن کے واپس کرنے کا وعدہ ہوتا ہے‘‘ قرض تو ہوتا ہی واپس کرنے کیلئے ہے اور اس کے ساتھ وعدہ ہوتا ہے۔ فرمایا کہ ’’اس کے ساتھ افلاس اپنی طرف سے لگا لیتا ہے‘‘ یعنی اعتراض کرنے والا افلاس کا لفظ یا غربت کا لفظ یا اللہ تعالیٰ کی ضرورت کا لفظ اپنی طرف سے لگا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہ نہیں فرمایا کہ میں بھوکا ہوں، افلاس زدہ ہوں۔ اس لیے مجھے دو۔ اپنی ذات کیلئے میں نے خرچ کرنا ہے۔ ہاں اپنے بندوں کیلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے جب بھوکے ہوتے ہیں تم دو گے، ان پر خرچ کرو گے تو اس کا مطلب یہ ہے تم نے مجھ پر خرچ کیا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’یہاں قرض سے مراد یہ ہے کہ کون ہے جو خدا تعالیٰ کو اعمال صالحہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کی جزا اسے کئی گنا کر کے دیتا ہے۔‘‘ کوئی بھی عمل صالح

ہواللہ کی خاطر بجالاؤ تو اللہ تعالیٰ اسے بڑھا کے دیتا ہے۔ صرف روپیہ پیسے کی بات نہیں ہے اور یہ جو بات ہے، فرماتے ہیں ’’یہ خدا کی شان کے لائق ہے۔ جو سلسلہ عبودیت کا ربوبیت کے ساتھ ہے۔ اس پر غور کرنے سے اس کا یہ مفہوم صاف سمجھ میں آتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ بدوں کسی نیکی، دعا اور التجا اور بدوں تفرقہ کافر و مومن کے ہر ایک کی پرورش فرما رہا ہے۔‘‘ اللہ تعالیٰ تو ہر ایک کی پرورش کر رہا ہے قطع نظر اس کے کوئی کافر ہے یا مومن ہے ’’اور اپنی ربوبیت اور رحمانیت کے فیض سے سب کو فیض پہنچا رہا ہے۔ پھر وہ کسی کی نیکیوں کو کب ضائع کرے گا؟‘‘ جب بغیر کسی نیکی کے، بغیر کسی کام کے اللہ تعالیٰ سب کو پال رہا ہے اور دے رہا ہے تو پھر جب کوئی نیکی کرے گا اور عمل صالح کرے گا تو اس کو کس طرح ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ضائع کرے اور اس کا اجر نہ دے۔ ’’اسکی شان تو یہ ہے مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ (الزلزال:8) جو ذرّہ بھی نیکی کرے اس کا بھی اجر دیتا ہے اور جو ذرّہ بدی کرے گا اسکی پاداش بھی ملے گی۔ یہ ہے قرض کا اصل مفہوم جو اس آیت سے پایا جاتا ہے۔ چونکہ اصل مفہوم قرض کا اس سے پایا جاتا تھا اس لیے یہی کہہ دیا مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یُقۡرِضُ اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا (البقرہ:246) اور اسکی تفسیر اس آیت میں موجود ہے مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ‘‘ (الزلزال:8) (ملفوظات، جلد 1، صفحہ 226-227)

کہ جو ذرّہ بھی نیکی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بدلہ ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کیلئے، مخلوق کی خدمت کیلئے مالی قربانی کرنا بھی ایک بہت بڑی نیکی ہے اور اللہ تعالیٰ کبھی اسے بغیر اجر کے نہیں چھوڑتا۔ دوسری جگہ پر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ مالی قربانیوں کے سلسلہ میں تو افراد جماعت سے بہتر اَور کون جان سکتا ہے۔ ہر طبقہ کے احمدی کا ذاتی تجربہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر، اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے کیلئے اس کی راہ میں خرچ کرنا جہاں دل کے سکون کا باعث بنتا ہے وہاں دنیاوی لحاظ سے بھی ہزاروں لوگ اس تجربہ سے گزرتے ہیں کہ حیرت انگیز طور پر اللہ تعالیٰ وہ رقم جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر دی ہوتی ہے واپس لوٹاتا ہے۔ ایسے بہت سے احمدی ہیں جو صرف قربانی کرتے ہیں یعنی قربانی کے نام پہ قربانی کرتے ہیں اور صرف یہ خواہش ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔ ان کے دل میں یہ خیال بھی نہیں ہوتا کہ اس کا بدلہ انہیں دنیا میں یا دنیاوی مال کی صورت میں مل جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ جو فرماتا ہے کہ میں احسن رنگ میں اس کو لوٹاؤں گا وہ لوٹا دیتا ہے۔ بعض ایسے بھی ہیں جو بُرے حالات کے باوجود قربانی کر دیتے ہیں اور یہ امید رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان کی اپنی ضروریات کسی نہ کسی طرح پوری کر ہی دے گا اور اللہ تعالیٰ ان کی اس امید کو بھی پوری کر دیتا ہے اور ان کو بھی حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے ضرورت پوری کر دی لیکن شرط یہ ہے کہ نیک نیتی سے خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر قربانی کی جائے اور اس کیلئے باقی احکامات اور نیکیوں کو بھی بجالایا جائے۔ یہ نہیں کہ صرف مال دے دیا اور سمجھ لیا کہ میں نے بہت قربانی کر دی، باقی فرائض پورے کر دیے۔ باقی نیکیاں بجالانا بھی ضروری ہے۔ نہ کہ ایک کاروباری شخص کی طرح صرف اس سوچ کے ساتھ مال خرچ ہو کہ اس کا منافع لینا ہے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دو منافع مل جائے گا۔

بہر حال میں اس وقت بعض لوگوں کے اپنے واقعات پیش کرتا ہوں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے فیض پایا۔ اکثر ایسے واقعات ہیں جن میں خالص ہو کر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانی دی اور حیرت انگیز طور پر ان کی ضروریات کو نہ صرف اللہ تعالیٰ نے پورا کیا بلکہ بڑھا کر دیا۔ بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے اس بات کی بھی پروا نہیں کی کہ اپنی اور اپنے بچوں کی بھوک کس طرح مٹائیں گے لیکن چند منٹ کے اندر اندر اللہ تعالیٰ نے اس سے بڑھ کر ان کی بھوک کو مٹانے کے سامان پیدا کر دیے۔ جو ان کے پاس تھا اس سے بہت بڑھ کر دے دیا اور یوں یہ بات ان کے ایمان میں مزید تقویت کا ذریعہ بن گئی۔ پس یہ ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے وہ لوگ جن کی بے شمار مثالیں آج ہمیں جماعت احمدیہ میں ہی نظر آتی ہیں۔

گنی کناکری کے صدر اور مبلغ انچارج نے ایک واقعہ لکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے میرا جو گذشتہ سال کا وقفِ جدید کا خطبہ تھا وہ مسجد میں پڑھ کے سنایا جس میں مَیں نے مالی قربانی کی اہمیت کو بیان کیا تھا اور اس حوالے سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات پیش کیے تھے جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے پانچ ذرائع میں سے ایک ذریعہ جہاد بالمال کا ذکر فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ ایک دل میں دو محبتیں اکٹھی نہیں ہو سکتیں یعنی مال کی محبت بھی ہو اور خدا تعالیٰ کی محبت بھی ہو اور اسکے علاوہ بعض واقعات بھی میں نے سنائے تھے جو عموماً میں مالی قربانی کے ایمان افروز واقعات سنایا کرتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ نماز جمعہ کے بعد ایک غریب اور مخلص احمدی موسیٰ قبا (Muossa Kaba) صاحب نے اپنی جیب میں جتنے پیسے تھے نہایت اخلاص کے ساتھ وقفِ جدید کی مدّ میں ادا کر دیے جبکہ وہ اس سے پہلے اپنا چندہ ادا کر چکے تھے۔ جب رقم کا پوچھا گیا کہ کتنی ہے تو کہنے لگے جو جیب میں تھا میں نے نکال کے دے دیا اب خود ہی گن لیں۔ میں نے تو اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کیلئے دیا ہے گنتی کر کے نہیں دیا۔ جب گنتی کی گئی تو پچاسی ہزار فرانک کی رقم تھی۔ جب انہیں کہا گیا کہ اس میں سے کچھ رقم واپس رکھ لیں۔ آپ نے گھر بھی جانا ہے۔ سب ہی آپ نے جیب میں سے نکال کے دے دیے ہیں۔ کرایہ بھی آپ کے پاس نہیں رہا تو کہنے لگے کہ آپ نے سنا نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک دل میں دو محبتیں جمع نہیں ہو سکتیں۔ لہٰذا آج مجھے اللہ تعالیٰ کی محبت کے سہارے جینے دیں۔ اور خوشی خوشی پیدل اپنے گھر چلے گئے۔

تو یہ ہیں وہ نظارے جنہیں دیکھ کر مبلغ صاحب نے بھی لکھا ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا ہے۔ کیسی مخلص جماعت ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عطا فرمائی ہے۔ لوگ خطبات سنتے ہیں اور سن کے کہہ دیتے ہیں ہاں جی ہم نے سن لیا ہے۔ لیکن اس گہرائی سے اس بات کو نوٹ کرنا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دو محبتیں دل میں نہیں رہ سکتیں تو پھر یہ نہیں ہو سکتا کہ میری جیب میں مال پڑا ہو اس کی محبت بھی میں رکھوں اور فوری طور پہ اس پر عمل بھی کر دیا۔ لوگ کہتے ہیں ان کو سمجھ نہیں آتی۔ یہ ہے گہرائی سے کسی بات کو سننا اور اس پر عمل کرنا۔ کیسے عجیب قربانی کے نظارے ہیں۔ یہ بھی شرائط بیعت کے مطابق ہے کہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ سے وفا کا عہد پورا کرنا ہے۔ کوئی شکوہ نہیں کرنا۔ اس ادائیگی سے قربانی کی خوشی ہوئی کہ وفا کے ساتھ قربانی کیلئے تیار ہیں۔ ہمارے مخالفین کہتے ہیں کہ ہم جماعت کا نام دنیا سے مٹا دیں گے۔ کون ہے جو اللہ تعالیٰ سے ایسی محبت کرنے والوں اور وفا کرنے والوں کو مٹا سکے۔ اللہ تعالیٰ پھر ایسی محبت کرنے والوں کو اپنے ساتھ چمٹاتا ہے اور دشمن کی خاک کا بھی پتہ نہیں چلتا۔

جماعت احمدیہ فرانس کی ایک خاتون ڈنیوا (Dieneba) صاحبہ ہیں کچھ عرصہ قبل انہوں نے بیعت کی تھی۔ ان کو فیملی کے ساتھ بھی کافی مشکلات کا سامنا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے مالی قربانی میں چاہے وہ وقفِ جدید ہو، تحریکِ جدید ہو، مسجد فنڈ ہو ہمیشہ حصہ لینے کی کوشش کی ہے اور چندوں کی برکات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ کہتی ہیں اس سال میں نے وقف جدید چندے کی ادائیگی کی، تو حالات اس طرح کے تھے کہ میں اچھی جاب کیلئے ایک لمبے عرصہ سے کوشش کر رہی تھی لیکن کوئی جاب نہیں مل رہی تھی۔ کہتی ہیں کہ جس دن میں نے چندہ وقف جدید کی ادائیگی کی ہے دس منٹ کے بعد ہی مجھے فون کے ذریعہ ایک بہت بڑی کمپنی کی طرف سے اطلاع موصول ہوئی کہ ان کے ہاں مجھے جاب مل گئی ہے۔ کہتی ہیں ان تمام چندوں کی ادائیگی کے فوراً بعد اور خاص طور پر وقفِ جدید کی ادائیگی کے فوراً بعد کام کا حصول یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے لیے ایک نشان ہے۔

قازقستان کے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ لوکل معلم جسلان صاحب کی اہلیہ نے چند سال پہلے بیعت کی تھی۔ اس دفعہ اپنی سالگرہ کے موقع پر سات ہزار ٹینگے (Tenge، لوکل کرنسی ہے) تحریک جدید اور وقف جدید میں آدھی آدھی کر کے دے دی۔ وہ بیان کرتی ہیں ......اس رقم کی ادائیگی کے ایک ہفتے کے بعد ہی مجھے ستر ہزار ٹینگے کی رقم مل گئی جس کی مجھے کوئی امید بھی نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کی تو اس نے دس گنا بڑھا کے واپس کر دیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ایسا کیوں نہیں ہوتا۔ ہمارے ساتھ تو ایسا واقعہ پیش نہیں آتا۔ ان کو چاہیے کہ استغفار بھی کریں اور اپنے دلوں کو ٹٹولیں کہ کیا اس قربانی کے وقت ان کی نیت خالصةً للہ قربانی کی تھی؟ اگر تھی تو پھر شکوہ بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ پھر تو اس بات پر خوش ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے قربانی کی توفیق عطا فرمائی۔ بس اللہ تعالیٰ نے دینا تھا۔ کس طریقے سے دینا ہے وہ دے دے گا۔ ہو سکتا ہے آج نہیں تو کل دے دے گا لیکن جن کی نیت ہی یہ ہوتی ہے ان کو پھر شکوے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ تھوڑ دل ایسے کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو تو پھر نمازیں بھی بوجھ لگ رہی ہوتی ہیں۔

ماسکو کے ایک دوست ہیں عبدالرحیم صاحب۔ کہتے ہیں کہ نوکری کے معاملے میں میری قسمت ہمیشہ خراب رہی ہے۔ جہاں بھی کام ملتا وہاں تنخواہ اتنی کم ہوتی کہ ساری فیملی کا گزارہ مشکل ہو جاتا۔ ایک مرتبہ تو ایک ماہ کی تنخواہ بھی ادا نہیں کی گئی لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ میری تنخواہ میں اضافہ ہونے لگ گیا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اشارہ ہے کہ مجھے چندہ جات باقاعدگی سے ادا کرنے چاہئیں۔ چنانچہ میں نے چندے ادا کرنے شروع کر دیے۔ جتنے چندے تھے باقاعدگی سے دینے شروع کر دیے۔ ان کی ادائیگی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے مزید فضل کیا اور مجھے ایک ایسی نوکری کی پیشکش ملی جس کا میں دو سال سے انتظار کر رہا تھا اور اللہ کے فضل سے اب مجھے چندہ وقف جدید کی ادائیگی کی بھی توفیق ملی ہے اور مجھے خاص طور پر اس بات کا ادراک ہو گیا ہے کہ چندوں کی ادائیگی میں مستقل مزاجی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انسان کی آمدنی بڑھاتا چلا جاتا ہے اور آمدنی کا مستقل انتظام بھی فرما دیتا ہے اور یہ کہ میں اللہ کا بڑا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے چندوں کے شاملین میں، چندہ جات میں، جماعتی چندہ جات میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔

سیرالیون سے واٹرلو (Waterloo) ریجن کے مبلغ افتخار صاحب۔ کہتے ہیں کہ چندہ وقفِ جدید کی وصولی کے بارے میں مختلف جماعتوں کے دورہ جات کیے۔ احباب جماعت کو بتایا کہ ہماری طرف سے آپ کو چندوں کی اہمیت بتانے میں سستی ہوئی ہے، تحریک جدید کے چندے کے اعلان کے وقت میں نے اعلان کیا تھا کہ سیرالیون میں کافی استعداد ہے، پوٹینشل (Potential) ہے اور اگر وہ چاہیں تو اپنے چندوں میں بہتری کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اس پیغام کو لے کے وہ جماعتوں میں گئے اور انہوں نے کہا کہ خلیفۃ المسیح کا یہ پیغام ہے کہ سیرالیون کافی بڑی اور پرانی جماعت ہے اور افراد جماعت قربانیاں کرنے کیلئے تیار ہیں۔ سستی ہے تو عہدیداروں کی طرف سے ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ پیغام سن کے احباب جماعت میں ایک جوش اور ولولہ پیدا ہو گیا اور انہوں نے نہ صرف یہ کہ وقفِ جدید کے چندے ادا کر دیے بلکہ دوسرے چندہ جات میں بھی اضافہ کے ساتھ ادائیگی کی۔ Newton ایک جگہ ہے وہاں اٹھارہ گھرانوں میں رابطہ کیا جس کے نتیجہ میں تیرہ لاکھ لیون ایک ہی دن میں وصول ہو گئے۔ دو احمدی سکولوں کے طلباء نے تین لاکھ لیون ایک ہی دن میں وقف جدید میں ادا کر دیے اور مزید دو لاکھ لیون کا بعد میں اضافہ کر دیا۔ Newton میں ایک بچی مسلمہ فوفونہ (Muslima Fofanah) نے پچاس ہزار لیون ادا کیے اور کہا کہ اس کیلئے خلیفۃ المسیح کی خدمت میں دعا کی درخواست کریں۔ کہتے ہیں پانچ طالب علموں نے مجھے بتایا کہ مزدوری کرنے پر جو اجرت ملی تھی انہوں نے پچاس ہزار لیون وقف جدید میں پیش کر دیے۔ پس یہ ہیں وہ لوگ جو خلیفۂ وقت کے حکم پر لبیک کہنے والے ہیں۔ کبھی ملے نہیں، کبھی اس طرح آمنے سامنے بیٹھے نہیں لیکن ان کے دلوں میں خلافت سے محبت اور اس کا احترام ہے اور اسی لیے پھر اللہ تعالیٰ کی خاطر ہر قربانی کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔ پھر اسی محبت کی ایک اَور مثال دیکھیں۔ Newton جماعت کی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے S.Bah کے گھر جا کر چندہ کی تحریک کی اور خطبہ کا اقتباس سنایا کہ سیرالیون میں افراد جماعت قربانیاں کرنے کیلئے تیار ہیں تو ان کی اہلیہ صاحبہ بڑی جذباتی ہو گئیں۔ انہوں نے کہا کہ خلیفۃ المسیح نے بالکل ٹھیک کہا ہے اور پھر کہتی ہیں لیکن مجبوری ہے کہ آج ہمارے گھر میں کچھ نہیں ہے۔

کہتے ہیں ابھی بیٹھے ہوئے تھے کہ کہیں سے بالکل خلاف توقع کوئی رقم آ گئی جوانہوں نے اسی وقت سیکرٹری مال جوان کے ساتھی تھے ان کو پکڑا دی کہ ہماری چندہ کی رسید کاٹ دیں۔ گننے پر پتہ لگا کہ دو لاکھ لیون ہیں جو انہوں نے سارے چندے میں ادا کر دیے۔ اور اس ادائیگی سے بہت مطمئن اور خوش تھیں۔ کوئی شکوہ نہیں تھا کہ ایسے غلط وقت میں آ گئے ابھی تو ہمیں خود ضرورت ہے۔ ہماری جو رقم آئی ہے وہ تم لے گئے۔ تو کہتے ہیں میں نے ان سے کہا کہ رقم میں سے گھر میں کھانے پینے کیلئے بھی کچھ رکھ لیں۔ کہنے لگیں اب تو کچھ نہیں ہے۔ جو رقم آئی ہے چندہ میں ادا کر دی ہے۔ اب ہمیں کوئی پروا نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بھی ادھار نہیں رکھا۔ کہتے ہیں تھوڑی دیر کے بعد ہی ان کو کہیں سے کچھ اَور رقم بھی آ گئی جو کافی رقم تھی اور پھر ان کے کھانے پینے کا بھی انتظام ہو گیا۔

قرغزستان کے مبلغ سلسلہ ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک مخلص قرغز احمدی قوبت (Kubat) صاحب بشکیک (Bishkek) میں رہتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے وقف جدید کیلئے ایک ہزار سُم (Som) دینے کا وعدہ کیا تھا۔ سُم قرغز کرنسی ہے۔ مالی سال ختم ہونے سے ایک ماہ قبل ہماری جماعت کے صدر صاحب نے خطبہ میں وقف جدید کے چندے کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ کہتے ہیں انہوں نے خطبہ میں ہمارے خلیفۃ المسیح کے کسی گذشتہ خطبہ کے واقعات پڑھ کر سنائے تو کہتے ہیں میں نے اپنے کیے ہوئے وعدہ ایک ہزار سُم میں سے اس وقت تک صرف دو سو سُم ادا کیے ہوئے تھے۔ مکمل ادائیگی کی ابھی توفیق نہیں ملی تھی۔ میری ایک بیمار بہن ہیں، حکومت اسے ہر ماہ چار ہزار سُم ادا کرتی ہے۔ اس روز جمعہ کے بعد میں اپنی بہن کی پینشن لینے بینک گیا۔ جب میں نے اے ٹی ایم مشین میں کارڈ ڈالا تو اکاؤنٹ میں دس ہزار سُم موجود تھے۔ ایک ہفتہ قبل میری والدہ نے حکومت کو ایک خط لکھا تھا کہ ہمارا گزارہ اس طرح نہیں ہوتا تو الاؤنس بڑھایا جائے تو میں سمجھا کہ یہ وہی رقم آئی ہے حکومت کی طرف سے۔ لیکن کہتے ہیں کہ آج صبح 29؍دسمبر کو حکومت کی طرف سے فون آیا کہ وعدہ کے مطابق آپ لوگوں کو ہم پانچ ہزار سُم دیں گے۔ اس طرح مزید پانچ ہزار سُم بھی مل گئے۔ اور کہتے ہیں میں نے چندہ بھی ادا کر دیا اور جو ہم پہلے خرچ کر چکے تھے یہ اس میں سے نکال لیا۔ تو کہتے ہیں جو چندہ میں نے ادا کیا تھا یہ فوری طور پر اسکی برکت کا نتیجہ ہے۔ ہمیں نہیں پتہ لگا کہ وہ پہلے پیسے کہاں سے آئے تھے لیکن بہرحال ہمارے اکاؤنٹ میں آئے ہوئے تھے اور بینک نے کہا کہ یہ تمہارے ہی پیسے ہیں۔ اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو یہ جو قربانیاں ہیں پھر ایمان میں ترقی کا باعث بنتی ہیں۔

تنزانیہ کے امیر صاحب کہتے ہیں کہ زنجبار (Zanzibar) جماعت سے خیر رشیدی صاحب ہیں۔ انہیں جب اس سال کے اختتام پہ وقف جدید کی یاددہانی کروائی گئی۔ تو انہوں نے لکھا کہ جب یہ یاددہانی ہوئی ہے اس وقت میرے پاس نہ کوئی نوکری تھی اور نہ ہی کوئی رقم لیکن میں نے مربی صاحب سے درخواست کی کہ آپ میرا نام مکمل ادائیگی کرنے والوں کی فہرست میں شامل کر دیں۔ اللہ تعالیٰ خود ہی انتظام فرما دے گا۔ کہتے ہیں دو دن گزرے ہوں گے کہ مجھے ڈرائیور کی نوکری مل گئی اور پہلے ہی دن جو آمد ہوئی اس سے بآسانی میں نے اپنا اور اپنے بچوں کی طرف سے چندہ وقف جدید ادا کر دیا۔ تو کہتے ہیں چندہ ادا کرنے کی نیت کی وجہ سے مستقل آمد کا میرا انتظام ہو گیا۔ پھر کہتے ہیں کہ یہ دیکھیں ایسی باتیں ہیں کہ ان باتوں سے پھر ہمارا ایمان بھی پختہ ہوتا ہے۔

تنزانیہ کے امیر صاحب ہی تحریر کرتے ہیں اِرِینگا ریجن سے طٰہٰ صاحب نے بیان کیا کہ اس سال خاکسار کو چندہ وقف جدید کے حوالے سے غیر معمولی برکات مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔ کہتے ہیں وقف جدید کا وعدہ تقریباً چھ لاکھ شلنگ (Shilling) تھا۔ نومبر میں مالی مشکلات کو دیکھتے ہوئے انہوں نے مجھے خط لکھا کہ مجموعی طور پر ملکی اور کاروباری حالات بہت خراب ہیں اس لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے میں وقف جدید کا وعدہ مکمل کر سکوں۔ اب یہ لوگ جو خط مجھے لکھتے ہیں یہ بھی صرف ذاتی ضروریات کیلئے نہیں لکھتے، بلکہ یہ فکر کے ساتھ لکھتے ہیں کہ دعا کریں کہ ہم اپنا چندہ ادا کر سکیں۔ آگے بعض واقعات آئیں گے کہ لوگ تو اس لیے نمازیں اور تہجد پڑھتے ہیں کہ ہم چندوں کی ادائیگی کر سکیں بجائے اسکے کہ اپنی ذاتی ضروریات پوری کریں۔ کہتے ہیں ابھی خط لکھا ہی تھا کہ دل میں سکون سا محسوس ہوا کہ ان شاء اللہ کچھ سامان ہو جائے گا اور ابھی خط لکھے ہوئے چوبیس گھنٹے ہی گزرے ہوں گے کہ کسی ریفرنس سے میرے پاس ایک دوست اپنے کاروبار کے سلسلہ میں مشورہ اور کنسلٹیشن (consultation) کیلئے آئے۔ ان سے ملنے پر علم ہوا کہ پندرہ سال پہلے ہم دونوں کلاس فیلو بھی تھے۔ کہتے ہیں ان کے کام کے سلسلہ میں جو باتیں ہوئیں کاروباری باتیں ہوئیں۔ پھر مجھے ان کے ذریعہ سے ایک کنٹریکٹ مل گیا جو اس وقت چھ ملین شلنگ کا کنٹریکٹ تھا۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے وعدے کی رقم سے کئی گنا زیادہ، دس گنا بڑھا کر انتظام فرما دیا۔ چھ لاکھ کو چھ ملین کر دیا۔ ایڈوانس ملتے ہی سب سے پہلے میں نے وقفِ جدید کا وعدہ پورا کیا۔

زنجبار کے ایک نومبائع دوست جمعہ صاحب ہیں۔ سبزی منڈی میں مزدوری کا کام کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب وقفِ جدید کے وعدے کی ادائیگی کے حوالے سے تحریک کی گئی تو ان دنوں سامان لانے والی گاڑیوں کی آمد و رفت بند ہو گئی تھی۔ سامان کی گاڑیوں پر لوڈنگ اَن لوڈنگ کرتے ہیں۔ مالی حالات تنگ تھے۔ جس طرح میں نے کہا تھا ناں اب یہ مزدور آدمی ہے، غریب آدمی ہے یہ دعا نہیں کر رہا کہ میری ضروریات پوری ہو جائیں، میرا پیٹ بھرنے کے سامان ہو جائیں بلکہ کہتے ہیں میں نے کچھ دن تہجد میں اللہ تعالیٰ سے چندوں کی ادائیگی کیلئے خاص دعا کی۔ تہجد میں اٹھ کے دعا کی تو صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ میں مالی قربانی میں پیچھے نہ رہوں۔ چنانچہ وقفِ جدید کا سال ختم ہونے سے صرف تین دن پہلے یہ سلسلہ کاروبار جو کہ بند ہوا ہوا تھا دوبارہ شروع ہو گیا اور انہیں تقریباً تین لاکھ شلنگ کی آمد ہوئی جس سے کہتے ہیں مجھے اپنا اور اپنے بچوں کا چندہ ادا کرنے کی توفیق ملی۔ یہ ذکر نہیں کہ گزارہ کرنے کیلئے ہمیں رقم مل گئی بلکہ یہ کہ میرا اور میرے بچوں کا چندہ ادا ہو گیا۔ کہتے ہیں جب سے میں نے بیعت کی ہے چندہ جات کی ادائیگی کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے میرے مال میں خاطر خواہ برکت عطا فرمائی ہے۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کو فکر ہے تو چندوں کی ادائیگی کی اور تہجد میں جیسا کہ میں نے کہا خاص طور پر رو رو کر دعا کر رہے ہیں تو یہ کہ خدا تعالیٰ چندہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک دنیا دار انسان یہ باتیں سن کر کہہ سکتا ہے یہ تو پاگل پن ہے لیکن دنیا دار کی نظر میں یہی جو بیوقوف لوگ ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ پیار کرتا ہے اور پھر ان کی ضرورتیں خود ہی پوری کرتا ہے۔

رپورٹس میں عجیب عجیب واقعات ملتے رہتے ہیں۔ گیمبیا کے امیر صاحب لکھتے ہیں: نارتھ بنک ریجن کے ایک گاؤں کے دکاندار ابراہیم صاحب بڑے کامیاب تاجر تھے اور لوگ اپنی امانتیں وغیرہ ان کے پاس رکھوایا کرتے تھے اور اس وقت یہ غیر احمدی تھے۔ بعض وجوہات کی بنا پر اچانک دیوالیہ ہو گئے اور انہوں نے اپنے کاروبار کو بچانے کیلئے لوگوں کی امانتوں میں سے بھی خرچ کر لیا۔ جب انہیں خطرہ ہوا کہ وہ امانتیں بھی واپس نہیں کر پائیں گے تو اپنے آبائی ملک گنی کناکری چلے گئے۔ ملک چھوڑ کے دوڑ گئے اور تین سال تک گنی کناکری رہے۔ پھر انہوں نے فیصلہ کیا کہ انہیں واپس جانا چاہیے۔ دل میں نیکی تھی تو یہی فیصلہ کیا کہ واپس جا کے حالات کا مقابلہ کر لیں گے اور لوگوں کے قرضے کسی نہ کسی طرح واپس کرنے چاہئیں چنانچہ انہوں نے گاؤں کے چیف اور ڈسٹرکٹ چیف کو فون کیا اور ایک موقع دینے کی منت سماجت کی کہ مجھے موقع دو، مجھے واپس آنے دو۔ گرفتار نہ کرنا تو میں کوشش کروں گا کہ میں سارے قرضے ادا کر دوں۔ چنانچہ چیف نے اس شرط پہ واپس آنے کی اجازت دی کہ وہ محنت کر کے کمائیں گے اور لوگوں کی امانتیں واپس کریں گے۔ اگر ایسا نہ کر سکے تو جیل بھیج دیا جائے گا۔ کہتے ہیں انہیں آئے ہوئے ابھی چار ماہ کا عرصہ ہوا تھا کہ ان تک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچا جسے سن کر انہوں نے احمدیت قبول کر لی اور باقاعدگی سے چندہ ادا کرنا شروع کر دیا۔ مالی تحریکات میں بھی حصہ لینے لگے۔ جو آمد ہوتی تھی اس میں سے کچھ نہ کچھ حصہ ڈالتے رہتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے چندے کی ادائیگی سے ان کے کام میں اتنی برکت پڑی کہ دو سال کے عرصہ میں انہوں نے نہ صرف اپنے تمام قرض ادا کر دیے جو کہ دو لاکھ ڈلاسی (Dalasi) تھے بلکہ اپنا مکان بھی تعمیر کر لیا اور دکان بھی دوبارہ سے قائم کر لی اور اب ان کا کام پہلے سے بہت بڑھ کر ترقی کر رہا ہے اور وہ خود کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ چندے کی برکات سے ہوا ہے۔

آسٹریلیا جماعت کی ایک لجنہ ممبر ہیں۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ جب ہم نئے گھر میں شفٹ ہوئے تو ہمارے مالی حالات اچھے نہیں تھے۔ گھر کا کرایہ بھی زیادہ تھا۔ میرے پاس اتنے پیسے نہیں تھے کہ ضروری سامان خرید سکوں اور دوسری طرف چندے کا سال بھی ختم ہو رہا تھا۔ میں نے اللہ پہ توکل کرتے ہوئے چندہ ادا کر دیا اور دعا کی کہ اے اللہ کسی کی محتاجی نہ ہو خود میری ضروریات پوری کر دے۔ یہ دنیا دار ملک میں رہنے والی خاتون ہے۔ یہ نہیں ہے کہ کوئی غریب ملک میں تھیں۔ کہتی ہیں اسی دن شام کو میرے شوہر آئے اور مجھے لا کر کچھ پیسے دیے اور کہنے لگے کہ مجھے آج میرے افسر سے یہ بونس ملا ہے اور سارے ملازمین میں سے یہ صرف مجھے ہی ملا ہے اور کسی کو نہیں ملا، جو میرے چندے کی رقم سے دوگنی رقم تھی۔ یہ کہتی ہیں اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل اور احسان تھا کہ میں حیران رہ گئی اور مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی خاطر کی گئی قربانی کرنے والے کو کبھی بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا۔

انڈیا، بھارت سے قمر الدین صاحب، یہ انسپکٹر ہیں لکھتے ہیں کہ مالی سال کے اختتام پر ناظم وقف جدید کے ہمراہ دورے پہ جماعت کالی کٹ پہنچا۔ اس دوران ایک احمدی حنیف صاحب کے گھر بھی گئے۔ انہوں نے آٹھ سال قبل بیعت کی تھی اور معمولی مزدوری کر کے گزر بسر کرتے ہیں۔ ان کے گھر پہنچے تو ان کا دس سال کا بیٹا مدلاج علی اپنے گُلّی اور گولک لے کر آیا اور وقفِ جدید میں جمع کرواتے ہوئے بتایا کہ یہ چندہ اس نے وقف جدید کیلئے سال بھر اکٹھا کیا ہے۔ جب گلّی کو کھولا گیا تو اس میں بڑی رقم تھی۔ ناظم صاحب نے اس بچے سے دریافت کیا کہ عموماً بچے پیسے اپنی پسند کی چیزیں خریدنے کیلئے جمع کرتے ہیں یہ تم چندہ وقف جدید میں کیوں دے رہے ہو؟ اس پر اس بچے نے جواب دیا جس کا مفہوم یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے کرام تو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیتے ہیں اس لیے یہ رقم چندہ وقف جدید میں دے رہا ہوں۔ یہ ہے احمدی بچوں کی تربیت۔ جس جماعت کے بچوں کی یہ سوچ ہو اور اس طرح تربیت ہو اس کو یہ مخالفین احمدیت کیا نقصان پہنچا سکتے ہیں؟ مخالفین چاہے جتنا بھی زور لگا لیں لیکن یہ جماعت خدا تعالیٰ نے اپنے دین کو دنیا میں پھیلانے کیلئے قائم فرمائی ہے۔ اس لیے ہر موقع پر خدا تعالیٰ ہی سنبھالتا ہے اور مدد فرماتا ہے اور ایک نسل کے بعد دوسری نسل کے دل میں اسکی محبت اور اسکے مقاصد کی تکمیل کی تڑپ پیدا کرتا چلا جاتا ہے۔

تنزانیہ کے امیر صاحب لکھتے ہیں ہمسایہ ملک ملاوی (Malawi) کی منگوچی (Manguchi) جماعت

ارشاد باری تعالیٰ

اَلَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ
وَ مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ (البقرہ:4)

ترجمہ: جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں
اور جو کچھ ہم انہیں رزق دیتے ہیں اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar   Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

سے معلم لکھتے ہیں کہ ایک دوست ابراہیم صاحب گوشت کا کاروبار کرتے ہیں۔انہوں نے اس سال چندہ وقف جدید کیلئے پانچ ہزار آٹھ سو ملاوین کوَاچا (Kwacha) وعدہ کیا۔دوران سال تھوڑا تھوڑا ادا کرتے رہے۔دسمبر تک کچھ حصہ ادا کرنا باقی تھا لیکن ملکی حالات کی وجہ سے کاروبار بند ہو گیا۔انہوں نے ادھار لے کر وعدہ مکمل کر دیا۔ایک ہفتے کے بعد انہوں نے کام دوبارہ شروع کرنے کیلئے ایک بکری خریدی تا کہ اسکا گوشت بیچ سکیں اور چند دنوں میں ہی اتنی برکت پڑی کہ ان کا تمام قرض ادا ہو گیا۔تو غریب لوگ بھی جس توکل اور قربانی کے جذبے سے چندہ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی پھر فضل فرما دیتا ہے۔اب ملک کے حالات تو ویسے ہی تھے، اَور ہیں لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ان کے حالات بدل دیے۔

ملاوی کی جماعت موالا (Mwala) کے معلم کہتے ہیں: ہماری جماعت میں ایک بیوہ خاتون مَٹِنبَا (Matemba) صاحبہ ہیں۔ہر سال اپنی حیثیت کے مطابق چندہ ادا کرتی ہیں۔اس سال وقف جدید کیلئے کچھ رقم کا وعدہ کیا اور دوران سال ہی دیگر خواتین سے پہلے ہی مکمل ادائیگی کرنے کی توفیق بھی حاصل کی۔جس دن ادائیگی مکمل کی اسی رات خواب میں دیکھا کہ انہیں بتایا جا رہا ہے کہ آج سے تمہارے کاموں میں خدا مدد کرے گا۔چنانچہ اگلے دن وہ معلم صاحب کے پاس آئیں اور چندہ وقف جدید میں زائد ادائیگی کر دی۔وہ کہتی ہیں کہ چندہ کی برکت سے خدا تعالیٰ میری فصل میں بہت اضافہ فرما دیتا ہے اور اب تو مجھے اس نے خود ہی کہہ دیا ہے خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔کس طرح بعض دفعہ اللہ تعالیٰ فوری طور پر ایمان میں ترقی کے سامان بھی پیدا فرما دیتا ہے۔

البانیا کے مبلغ نومبائعین کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ایک دوست ماریگلین بیا (Mariglen Beja) صاحب ہیں۔تین سال قبل انہوں نے بیعت کی تھی۔ جماعت کے سیکرٹری تبلیغ بھی ہیں۔بہت فعال خادم ہیں۔ایک دن موصوف اپنے ساتھ ایک ڈبہ لے کر آئے جو پیسوں سے بھرا ہوا تھا۔انہوں نے بتایا کہ انہوں نے ایک ماہ سے یہ ڈبہ اپنی گاڑی میں اس نیت سے رکھا ہوا تھا کہ جتنی بچت ہوتی جائے گی وہ اس میں جماعت کے چندہ کیلئے ڈالتے جائیں گے۔چنانچہ پہلی دفعہ جب وہ بھرا ہوا ڈبہ لے کر آئے تو ایک حصہ اپنے چار ماہ کے بیٹے بیورن بیا (Bjorn Beja) کی جانب سے تحریکِ جدید اور وقفِ جدید میں دیا اور باقی اپنی طرف سے تحریکِ جدید میں اور وقفِ جدید میں اور لازمی چندہ جات میں ادا کیا۔اسکے بعد سے ہر ماہ پیسوں کا ڈبہ بھر کر لاتے ہیں اور وقفِ جدید کے موقع پر دسمبر کے آخر میں آخری جمعہ پر بھی انہوں نے اپنی استطاعت کے مطابق کافی بڑی رقم کی مالی قربانی کی ہے۔احمدی ہونے کے بعد قربانی کا ایک جوش پیدا ہوتا ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے دیکھتے ہیں۔

یوکے سے چیم (Cheam) کے صدر جماعت کہتے ہیں کہ ہمارے ٹارگٹ میں کافی کمی تھی۔میں اس حوالے سے تہجد میں اٹھ کر دعا کرتا تھا۔ایک دن میری اہلیہ نے بتایا کہ فلاں شخص یا فلاں فیملی جو ہے ان کو اگر کہو گے تو تمہیں مزید ادائیگی ہو جائے گی۔چنانچہ ان سے رابطہ کیا گیا تو اس فیملی نے کہا کہ ہمارا نام ظاہر نہ کرنا اور ایک ہزار پاؤنڈ کی ادائیگی کر دی۔اس کے علاوہ ایک ہزار پاؤنڈ اپنے دونوں بچوں کی طرف سے ادا کیے۔پھر کہا کہ اس کے علاوہ بھی اگر آپ کو ضرورت ہو تو بھی بتائیں۔

یوکے سے ہی لجنہ اسلام آباد کی سیکرٹری وقفِ جدید ہیں، کہتی ہیں یونیورسٹی سے گریجوایشن کرنے کے بعد بچوں کی پرورش میں مصروف تھی۔اب میرے بچے پانچ اور آٹھ سال کے ہو چکے ہیں۔تمام چندے خاوند کی آمد سے ہی ادا ہوتے تھے۔میرے اپنے اکاؤنٹ میں صرف بچوں کے چائلڈ بینیفٹ (child benefit) آتے تھے۔میں خیال کرتی تھی کہ جتنا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کر لوں اسے حقیقی مالی قربانی نہیں کہہ سکتی۔چنانچہ میں نے اس سال ستمبر میں اپنے پرسنل اکاؤنٹ (Personal account) سے چندہ جات کیلئے سٹینڈنگ آرڈر کے ذریعہ چندہ وصیت اور تحریک جدید اور وقف جدید کے علاوہ اپنی دادی اور چچا کی طرف سے بھی چندے ادا کرنے شروع کر دیے۔ماہانہ اقساط اتنی مقرر کیں کہ واقعۃً میری آمد کے مطابق وہ حقیقی قربانی ہو۔اسی ماہ میں نے بچوں کے سکول میں بطور ٹیچر اسسٹنٹ جاب کی درخواست جمع کروا دی کہ آگے مزید کام کرنے کیلئے کچھ تجربہ حاصل کر لوں لیکن کامیابی کی کوئی امید نہیں تھی۔کہتی ہیں کہ جس دن میرے اکاؤنٹ سے پہلی چندے کی رقم کی ادائیگی ہوئی ہے اس سے اگلے روز مجھے سکول سے انٹرویو کی کال آئی۔جب اکاؤنٹ سے دوسری ادائیگی ہوئی تو مجھے اسسٹنٹ ٹیچر کی بجائے سکول والوں نے ایک اَور اہم رول دے دیا جس سے میری آمد دس گنا بڑھ گئی جس سے مجھے یقین ہو گیا کہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی راہ میں مالی قربانی کا نتیجہ ہے۔

مبلغ فرہاد صاحب جرمنی سے ہیں، وہ کہتے ہیں لوکل عمارت ویزبادن (Wiesbaden) کے ایک خادم نے بتایا کہ وہ تحریک جدید کا چندہ ادا کر چکے تھے بلکہ جو رقم وقفِ جدید میں ادا کرنی تھی وہ بھی اضافی چندہ میں تحریکِ جدید میں ادا کر دی تھی۔اسی مہینے ٹیکس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے خط آ گیا کہ آپ کے ذمہ آٹھ سو یوروز ہیں جو آپ نے ادا کرنے ہیں۔لیکن اسکے باوجود کہتے ہیں میں نے ہمت کر کے وقفِ جدید کا چندہ ادا کر دیا کہ ٹھیک ہے قرض لے کے ٹیکس بھی دے دیں گے۔اس کے چند ہفتوں بعد ہی ٹیکس ڈیپارٹمنٹ کا خط آیا کہ ہم نے دوبارہ آپ کے کاغذات کا جائزہ لیا ہے آپ کے ذمہ کوئی رقم نہیں ہے بلکہ ہم نے آپ کو چار ہزار چار سو یورو واپس کرنے ہیں۔اور کچھ دن کے بعد ہی کہتے ہیں میری گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا، نقصان ہوا، کسی نے نقصان کر دیا تو اس کے بھی مجھے چار ہزار سات سو یورو مل گئے۔اس طرح تھوڑی سی ہمت کر کے میں نے چندہ میں جو اضافہ کیا تھا، جو ادائیگی کی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کی ادائیگی کے سامان پیدا کر دیے۔اب اس کو چاہے کوئی اتفاق کہے لیکن ایک مومن جانتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کا نتیجہ ہے۔

کینیڈا کی صدر لجنہ کہتی ہیں کہ ایک بہن بیان کرتی ہیں کہ تین سال پہلے ان کے خاوند اپنی تعلیم میں مصروف تھے۔نوکری کے ساتھ باہر کی تمام ذمہ داری ان پر آن پڑی۔اس تھکا دینے والی روٹین نے انہیں مضمحل کر دیا۔وہ بیمار رہنے لگیں۔اسی دوران جب وقف جدید، تحریک جدید کے وعدوں کا ٹائم آیا تو انہوں نے اپنی آمدنی سے دوگنا وعدہ لکھوا دیا۔کچھ عرصہ کے بعد ان کی جاب ختم ہو گئی۔شدید تنگ دستی کا شکار ہو گئیں۔کریڈٹ کارڈ سے اخراجات پورے کرنے لگیں۔سال کے آخر میں جب چندے ادا کرنے کا وقت آیا تو بحالت مجبوری اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے انہوں نے کریڈٹ کارڈ سے ہی چندوں کی ادائیگی بھی کر دی۔خدا تعالیٰ نے عجیب قدرت دکھائی کہ انہی دنوں میں انہیں بینک سے معلوم ہوا کہ ان کی کریڈٹ پروٹیکشن انشورنس ہے اور اگر جاب چلی گئی ہے تو اس کیلئے درخواست دے سکتی ہیں۔اس طرح ان کے کریڈٹ کارڈ کی تمام ادائیگی کا بندوبست ہو گیا اور ساتھ ہی انہیں نئی نوکری بھی مل گئی جو پہلی نوکری سے زیادہ بہتر تھی۔مالی حالات بہتر ہونے لگے۔انہوں نے پہلے سے بڑھ کر لازمی چندوں کی ادائیگی کی، طوعی وعدہ جات کو بھی بڑھا دیا اور اسی دوران ان کے خاوند کی بھی تعلیم مکمل ہو گئی اور ان کو بھی اچھی جاب مل گئی تو انہوں نے اپنی جاب چھوڑ دی اور خاوند کی جاب سے ہی گزارہ ہونے لگا۔

انڈونیشیا کے مبلغ لکھتے ہیں کہ امین صاحب کے اہل خانہ کی ہمیشہ خواہش ہوتی تھی کہ رمضان کے مہینے میں اپنے وقفِ جدید اور تحریکِ جدید کے چندے ادا کر دیں۔اس سال آمدنی کم تھی، وعدہ پورا کرنا بظاہر ناممکن تھا۔مبلغ صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے رمضان کے مہینے میں روزے کے ساتھ انہیں خود دیکھا ہے کہ وہ روزانہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ پہاڑی علاقے میں چار کلومیٹر کا سفر طے کر کے اپنے کینڈل نٹ (candlenut) کے کھیت میں جاتے تا کہ اس کے ذریعہ سے اپنے وعدہ جات پورے کر سکیں۔چنانچہ انہوں نے رمضان کے اندر ہی اپنا دولاکھ کا وعدہ پورا کر دیا اور اتنی رقم بغیر سخت جدوجہد کے اکٹھی کرنا ان کیلئے ممکن نہ تھا۔مبلغ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کو کیا چیز مجبور کرتی ہے کہ آپ روزے کے ساتھ اتنی مشقت کرتے ہیں۔اس پر یہ کہنے لگے کہ میں اور میرے اہل خانہ صرف خلیفہ وقت کے احکامات پر عمل کر کے خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

برکینا فاسو کے ریجن اِکایا کی ایک جماعت ہے۔وہاں کے ایک دوست نیانپا (Nianpa) صاحب ہیں، ان کو بیعت کیے دس سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے لیکن چندوں کی ادائیگی میں کمزور تھے۔گھر میں اکثر بیماری اور تنگی کے حالات رہتے تھے۔کچھ عرصہ سے انہوں نے چندہ جات خاص طور پر تحریکِ جدید اور وقفِ جدید میں باقاعدگی سے ادائیگی کرنی شروع کر دی جس کی وجہ سے نہ صرف اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے ہاں تنگی جاتی رہی بلکہ جو بیماریاں تھیں ان سے بھی اللہ تعالیٰ نے شفا عطا فرمائی اور اس سال انہوں نے بڑھ چڑھ کر وقفِ جدید میں حصہ لیا اور جو لوگ انہیں کام نہیں دیتے تھے وہ خود چل کر ان کے پاس کنٹریکٹ کرنے آئے اور کام دیا۔ادریس صاحب کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا فضل ہی ہے کہ اس نے وقفِ جدید کے ذریعہ سے مال بڑھانے کا سبب عطا فرمایا۔تو یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے قرض کو بڑھا کر واپس دینے کے انداز۔

یہ چند واقعات میں نے بیان کیے ہیں۔ایسے بے شمار واقعات ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیشہ جماعت کے افراد کے ساتھ ایسا سلوک رکھے اور وہ اخلاص و وفا سے قربانیاں بھی دیتے رہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے نظارے بھی دکھاتا رہے۔

اب میں وقفِ جدید کے نئے سال کا اعلان کرتے ہوئے گزرے ہوئے سال کے کچھ اعداد و شمار پیش کروں گا۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے تریسٹھواں سال 31؍دسمبر 2020ء کو ختم ہوا اور چونسٹھواں سال یکم جنوری سے شروع ہو گیا۔اللہ کے فضل سے جماعت کو اس سال کے دوران میں ایک کروڑ پانچ لاکھ تیس ہزار پاؤنڈز (1,05,30,000) کی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی۔یہ وصولی گذشتہ سال سے آٹھ لاکھ ستاسی ہزار پاؤنڈز زیادہ ہے۔الحمدللہ۔اب یہ کسی انسانی کوشش کا نتیجہ نہیں ہو سکتی۔یہ خالصۃً اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔

اس سال بھی برطانیہ دنیا کی جماعتوں میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے اول ہے۔انہوں نے اللہ کے فضل سے کافی اضافہ کیا ہے۔برطانیہ کی لجنہ اماء اللہ اللہ کے فضل سے بڑی محنت سے کام کرتی ہے۔اس دفعہ جس بڑی تعداد میں اضافہ ہوا ہے اس سے لگتا ہے کہ اس سال مردوں نے بھی لجنہ کی طرح محنت کی ہے۔دوسرے نمبر پر جرمنی ہے۔گو

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اللہ تعالیٰ تو بڑا حیا والا ہے، بڑا کریم ہے، سخی ہے،

جب بندہ اسکے حضور اپنے ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ انکو خالی اور نا کام واپس کرتے ہوئے شرماتا ہے

(ابوداؤد، ابواب الوتر، باب الدعاء)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

دعا اس ابتلاء کے مقابلہ پر جو آ چکا ہو، اور اسکے مقابلے پر بھی جو ابھی نہ آیا ہو، نفع دیتی ہے،

اے اللہ کے بندو! تم پر لازم ہے کہ تم دعا کرنے کو اختیار کرو

(سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب دعا النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

طالبِ دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی (صوبہ مہاراشٹرا)

انہوں نے بھی بڑا اضافہ کیا ہے لیکن ابھی برطانیہ ان سے بہت آگے ہے۔ پاکستان تو کرنسی کی وجہ سے بہت پیچھے جماعتوں میں چلا گیا ہے گو تیسرا نمبر ہی ہے لیکن بہر حال مجموعی طور پر ملکی کرنسی کے لحاظ سے یہاں بھی ترقی ہے اور یہ لوگ قربانی کر رہے ہیں۔ پاکستان میں تو جان کی قربانی بھی دی جا رہی ہے۔ مال کی قربانی بھی، ذہنی قربانی بھی دی جا رہی ہے، مستقل ٹارچر ان کو مل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے بھی آسانیاں پیدا فرمائے۔ کینیڈا چوتھے نمبر پہ ہے۔ پھر امریکہ ہے۔ پھر بھارت ہے۔ پھر آسٹریلیا ہے۔ پھر مڈل ایسٹ کی ایک جماعت ہے۔ پھر انڈونیشیا ہے۔ پھر گھانا ہے۔ افریقن ملکوں میں سے گھانا بھی اب بڑے ملکوں کے مقابلے میں پہلی دس جماعتوں کی فہرست میں آ گیا ہے۔

فی کس ادائیگی کے لحاظ سے امریکہ نمبر ایک ہے۔ پھر سوئٹزرلینڈ ہے۔ پھر برطانیہ ہے۔

افریقہ میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے گھانا نمبر ایک ہے۔ پھر نمبر دو ماریشس۔ پھر نائیجیریا۔ پھر برکینا فاسو۔ پھر تنزانیہ، سیرالیون، گیمبیا، کینیا، مالی اور بینن ہے۔

ان کی شاملین کی تعداد چودہ لاکھ باون ہزار ہے۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے برطانیہ کی دس بڑی جماعتیں فارنہم (Farnham) نمبر ایک پر۔ پھر اسلام آباد نمبر دو۔ ووسٹر پارک (Worcester Park) نمبر تین۔ پٹنی (Putney) نمبر چار۔ برمنگھم ساؤتھ (Birmingham-South) پانچ۔ جلنگھم (Gillingham) چھ۔ ساؤتھ چیم (South Cheam) سات۔ مسجد فضل آٹھ۔ برمنگھم ویسٹ (Birmingham-West) نو اور نیو مولڈن (New Malden) دس۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے پہلے پانچ ریجنز جو ہیں، نمبر ایک پر بیت الفتوح۔ پھر مسجد فضل۔ پھر اسلام آباد۔ پھر مڈلینڈز (Midlands)۔ پھر بیت الاحسان۔

دفتر اطفال کے لحاظ سے پہلی دس جماعتوں میں فارنہم (Farnham) نمبر ایک۔ پھر اسلام آباد نمبر دو۔ پھر روہیمپٹن ویل (Roehampton Vale)۔ بیت الفتوح۔ پھر مچم پارک (Mitcham Park)۔ گلاسگو (Glasgow)۔ چیم (Cheam)۔ گلفرڈ (Guildford)۔ ووسٹر پارک (Worcester Park)۔ برمنگھم ساؤتھ (Birmigham South)۔

چھوٹی جماعتوں میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے دس جماعتیں لیمنگٹن سپا۔ (Leamington Spa) سپن ویلی (Spen Valley)۔ بورن متھ (Bournemouth)۔ برٹن اپان ٹرینٹ (Burton-upon-Trent)۔ پیٹر برا (Peterborough)۔ کونٹری (Coventry)۔ ایڈنبرا (Edinburgh)۔ کیتھلی (Keighley)۔ سوانزی (Swansea)۔

جرمنی کی پانچ لوکل امارات ہیمبرگ (Hamburg) نمبر ایک پر۔ پھر فرینکفرٹ (Frankfurt)۔ پھر ویزبادن (Wiesbaden)۔ پھر گراس گیراؤ (Gross Gerau)۔ پھر ڈٹسن باخ (Dietzenbach)۔

چندہ بالغان وقف جدید میں پہلی دس جماعتیں جرمنی کی رویڈر مارک (Rödermark)۔ پھر نوئس (Neuss)۔ پھر نیدا (Nidda)۔ پھر مہدی آباد۔ پھر مائنز (Mainz)۔ کوبلنز (Koblenz)۔ ہناؤ (Hanau)۔ لانگن (Langen)۔ فلورس ہائم (Flörsheim)۔ بینز ہائم (Bensheim)۔ پینی برگ (Pinneberg)۔

دفتر اطفال میں پہلے پانچ ریجنز ہیسن زوڈ اوسٹ (Hessen-Süd-Ost)۔ ہیسن مِٹے (Hessen-Mitte)۔ رائن لینڈ فالز (Rheinland-Pfalz)۔ ویسٹ فالن (Westfalen)۔ تاؤنس (Taunus)۔

پاکستان کی پہلی تین جماعتیں نمبر ایک لاہور۔ نمبر دو ربوہ۔ نمبر تین کراچی۔ چندہ بالغان میں اضلاع کی پوزیشن یہ ہے اسلام آباد نمبر ایک۔ نمبر دو راولپنڈی۔ نمبر تین سرگودھا۔ پھر گجرات۔ گوجرانوالہ۔ عمرکوٹ۔ حیدرآباد۔ پشاور۔ میرپور خاص۔ ڈیرہ غازی خان۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے پہلی دس جماعتیں ڈیفنس لاہور۔ اسلام آباد شہر۔ ٹاؤن شپ لاہور۔ کلفٹن کراچی۔ دارالذکر لاہور۔ گلشن اقبال کراچی۔ سمن آباد لاہور۔ عزیز آباد کراچی۔ راولپنڈی شہر۔ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور۔

دفتر اطفال میں پاکستان کی تین بڑی جماعتوں میں اول لاہور۔ پھر دوم کراچی۔ پھر سوم ربوہ۔ دفتر اطفال میں اضلاع کی پوزیشن یہ ہے کہ اسلام آباد۔ گوجرانوالہ۔ پھر سرگودھا۔ پھر شیخوپورہ۔ فیصل آباد۔ ڈیرہ غازی خان۔ گجرات۔ پھر عمرکوٹ۔ پھر نارووال۔ پھر بہاولنگر۔

کینیڈا کی امارتیں جو ہیں نمبر ایک پہ وان (Vaughan)۔ پھر پیس ولیج (Peace Village)۔ پھر وینکوور (Vancouver)۔ پھر بریمٹن ویسٹ (Brampton-West)۔ پھر ٹورنٹو ویسٹ (Toronto-West)۔ کینیڈا کی دس بڑی جماعتیں بریڈفورڈ (Bradford)۔ ڈرہم (Durham)۔ ملٹن ایسٹ (Milton-East)۔ ایڈمنٹن ویسٹ (Edmonton West)۔ ونڈسر (Windsor)۔ ملٹن ویسٹ (Milton-West)۔ رجائنا (Regina)۔ آٹوا ویسٹ (Ottawa-West)۔ ایئرڈری (Airdrie)۔ ایبٹس فورڈ (Abbotsford)۔

اطفال کی نمایاں امارتیں وان (Vaughan) نمبر ایک پر۔ پھر ٹورانٹو ویسٹ (Toronto-West)۔ پھر پیس ولیج (Peace Village)۔ پھر کیلگری (Calgary)۔ پھر بریمپٹن ویسٹ (Brampton-West)۔ اطفال میں جو جماعتیں ہیں بریڈفورڈ (Bradford) نمبر ایک۔ پھر ڈرہم (Durham)۔ پھر ملٹن ویسٹ (Milton-West)۔ لندن (London)۔ ہملٹن ماؤنٹین (Hamilton Mountain)۔

وصولی کے لحاظ سے امریکہ کی دس جماعتیں ہیں: میری لینڈ (Maryland)۔ پھر لاس اینجلیس (Los Angeles)۔ پھر سیئٹل (Seattle)۔ پھر سیلیکون ویلی (Silicon Valley)۔ پھر بوسٹن (Boston)۔ پھر آسٹن (Aston)۔ اوش کوش (Oshkosh)۔ سیراکوس (Syracose)۔ راچسٹر (Rochester)۔ مِنی سوٹا (Minnesota)۔

دفتر اطفال کے لحاظ سے دس جماعتیں میری لینڈ (Maryland)۔ لاس اینجلیس (Los Angeles)۔ سیئٹل (Seattle)۔ اورلینڈو (Orlando)۔ سیلیکون ویلی (Silicon Valley)۔ آسٹن (Aston)۔ اوش کوش (Oshkosh)۔ مِنی سوٹا (Minnesota)۔ لاس ویگاس (Las Vegas)۔ فِچ برگ (Fitchburg)۔

بھارت کی جماعتیں۔ جو صوبہ جات ہیں ان میں نمبر ایک کیرالہ۔ پھر تامل ناڈو۔ پھر جموں کشمیر۔ پھر تلنگانہ۔ کرناٹکا۔ اڈیشہ۔ پنجاب۔ ویسٹ بنگال۔ دہلی۔ اتر پردیش۔ اور جو جماعتیں ہیں۔ کوئمبٹور۔ پھر قادیان۔ پھر پتھا پریم۔ حیدرآباد۔ کولکاتہ۔ بنگلور۔ کالی کٹ۔ کنّور ٹاؤن۔ رشی نگر۔ کیرنگ۔

آسٹریلیا کی دس جماعتیں جو ہیں ملبرن لانگ وارِن (Melbourne Langwarrin)۔ کاسل ہل (Castle Hill)۔ مارسڈن پارک (Marsden Park)۔ میلبورن بیرک (Melbourne Berwick)۔ ایڈیلیڈ ساؤتھ (Adelaide South)۔ ماؤنٹ ڈروئٹ (Mount Druitt)۔ پینرتھ (Penrith)۔ پرتھ (Perth)۔ لوگن ایسٹ (Logan-East)۔ بلیک ٹاؤن (Blacktown)۔

بالغان میں آسٹریلیا کی جماعتیں ہیں ملبرن لانگ وارِن (Melbourne Langwarrin)۔ کاسل ہل (Castle Hill)۔ مارسڈن پارک (Marsden Park)۔ ملبرن بیرک (Melbourne Berwick)۔ پینرتھ (Penrith)۔ ماؤنٹ ڈروئٹ (Mount Druitt)۔ بلیک ٹاؤن (Blacktown)۔ ایڈیلیڈ ساؤتھ (Adelaide South)۔ پرتھ (Perth) اور کینبرا (Canberra)۔

اطفال میں آسٹریلیا کی جماعتیں ہیں ملبرن لانگ وارِن (Melbourne Langwarrin)۔ ایڈیلیڈ (Adelaide)۔ ملبرن بیرک (Melbourne Berwick)۔ ماؤنٹ ڈروئٹ (Mount Druitt)۔ لوگن ایسٹ (Logan-East)۔ پینرتھ (Penrith)۔ کاسل ہل (Castle Hill)۔ ملبرن ایسٹ (Melbourne-East)۔ پرتھ (Perth) اور ایڈیلیڈ ویسٹ (Adelaide-West)۔

اللہ تعالیٰ ان سب قربانی کرنے والوں کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔ ان کو روحانی ترقی بھی عطا فرمائے اور یہ لوگ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے ہوں۔

ان دنوں میں دوبارہ جیسا کہ میں تحریک کر رہا ہوں پاکستان کے احمدیوں کیلئے بھی خاص طور پر دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات کو دور فرمائے۔ انکی پریشانیوں کو دور فرمائے۔ مخالفین کے ہاتھوں کو ان تک پہنچنے سے روکے اور جن مخالفین کی اصلاح نہیں ہونی اللہ تعالیٰ انکی پکڑ کے سامان کرے۔ اسیران کی جلد رہائی کے بھی سامان پیدا فرمائے جس میں الجزائر کے اسیران بھی شامل ہیں۔ الجزائر میں بھی کافی مخالفت ہے۔ ان کیلئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کیلئے بھی سکون کے سامان پیدا فرمائے۔ خاص طور پر دعاؤں، نوافل اور صدقات پہ زور دیں۔ پاکستان کے عمومی لحاظ سے مجموعی حالات بھی امن کے لحاظ سے ٹھیک نہیں ہیں ان کیلئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ امن کے حالات وہاں پیدا کرے اور ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے پہ جو لگے ہوئے ہیں اور دہشت گردی اور فتنہ اور فساد ہے اسکو اللہ تعالیٰ جلد ختم کرنے کے سامان پیدا فرمائے۔ وہاں کی انتظامیہ اور حکومت کو بھی عقل دے کہ وہ حقیقی رنگ میں عوام کی خدمت کرنے والے ہوں اور انصاف سے کام لینے والے ہوں۔ اسی طرح دنیا کے عمومی حالات کے بارے میں بھی دعا کریں جو بہت تیزی سے بگڑ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب انسانیت پر رحم فرمائے۔ ......☆......☆......☆......

اعلان دعا

مکرمہ سیدہ امتہ الرؤف صاحبہ اہلیہ مکرم سید ہمام احمد صاحب آف سونگڑہ صوبہ اڈیشہ، مکرمہ سیدہ رافعہ خاتون صاحبہ اہلیہ مکرم سید محمد سرور صاحب مرحوم آف بھوبنیشور صوبہ اڈیشہ اور مکرم سید بستان احمد صاحب ابن مکرم سلطان احمد صاحب آف سونگڑہ صوبہ اڈیشہ ہر سہ افراد ان دنوں بیمار ہیں۔ کامل صحت یابی اور صحت وسلامتی والی درازی عمر کیلئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (سید فاتح الدین خالد احمد فرید احمد انجینئر)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جب کوئی نیک بندہ ایمان پر محکم قدم مارتا ہے اور پھر دعا اور نماز اور فکر اور نظر سے اپنی حالت علمی میں ترقی چاہتا ہے تو خدائے تعالیٰ خود اس کا متولی ہو کر اور آپ اس کا ہاتھ پکڑ کر درجہ ایمان سے درجۂ عین الیقین تک اس کو پہنچا دیتا ہے۔ (سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن، جلد 2، صفحہ 84-85 حاشیہ)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

مَیں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے بلکہ اسباب طبعیہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دعا ہے

(برکات الدعا، روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 11)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

نبیوں کا سردار ﷺ

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

پندرہ سَو صحابہؓ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مکہ کو روانگی

اِس عرصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رؤیا دیکھی جس کا قرآن کریم میں ان الفاظ میں ذکر آتا ہے۔ لَقَدۡ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوۡلَہُ الرُّءۡیَا بِالۡحَقِّ ۚ لَتَدۡخُلُنَّ الۡمَسۡجِدَ الۡحَرَامَ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ اٰمِنِیۡنَ ۙ مُحَلِّقِیۡنَ رُءُوۡسَکُمۡ وَ مُقَصِّرِیۡنَ ۙ لَا تَخَافُوۡنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمۡ تَعۡلَمُوۡا فَجَعَلَ مِنۡ دُوۡنِ ذٰلِکَ فَتۡحًا قَرِیۡبًا ۝ یعنی ضرور تم اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت مسجد حرام میں امن کے ساتھ داخل ہو گے۔ تم میں سے بعضوں کے سر منڈے ہوئے ہوں گے اور بعضوں کے بال کٹے ہوئے ہوں گے (حج کے وقت سر منڈانا اور بال کٹانا ضروری ہوتا ہے) تم کسی سے نہ ڈر رہے ہو گے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم نہیں جانتے۔ اِس وجہ سے اُس نے اِس خواب کے پورا ہونے سے پہلے ایک اور فتح مقرر کر دی ہے جو خواب والی فتح کا پیش خیمہ ہو گی۔

اِس رؤیا میں درحقیقت صلح اور امن کے ساتھ مکہ کو فتح کرنے کی خبر دی گئی تھی لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعبیر یہی سمجھی کہ شاید ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خانہ کعبہ کا طواف کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور چونکہ اِس غلط فہمی سے اس قسم کی بنیاد پڑنے والی تھی اللہ تعالیٰ نے اِس غلطی پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ نہ کیا۔ چنانچہ آپؐ نے اپنے صحابہ میں اِس بات کا اعلان کیا اور اُنہیں بھی اپنے ساتھ چلنے کی تلقین کی۔ مگر فرمایا ہم صرف طواف کی نیت سے جا رہے ہیں کسی قسم کا مظاہرہ یا کوئی ایسی بات نہ کی جائے جو دشمن کی ناراضگی کا موجب ہو۔ چنانچہ آخر فروری 628ء میں پندرہ سَو زائرین کے ساتھ آپ مکہ کی طرف روانہ ہوئے (ایک سال بعد کل پندرہ سَو آدمیوں کا آپ کے ساتھ جانا بتاتا ہے کہ اس سے ایک سال پہلے جنگ احزاب کے موقع پر اس تعداد سے کم ہی سپاہی ہوں گے کیونکہ ایک سال میں مسلمان بڑھے تھے گھٹے نہ تھے۔ پس جنگ احزاب میں لڑنے والوں کی تعداد جن مؤرخوں نے تین ہزار لکھی ہے یہ غلطی کی ہے۔ درست یہی ہے کہ اُس وقت بارہ سَو سپاہی تھے) حج کے قافلہ کے آگے بیس سوار کچھ فاصلہ پر اس لئے چلتے تھے تا کہ اگر دشمن مسلمانوں کو نقصان پہنچانا چاہے تو اُن کو وقت پر اطلاع مل جائے۔ جب مکہ والوں کو آپ کے اِس ارادہ کی اطلاع ہوئی تو باوجود اسکے کہ اُن کا اپنا مذہب بھی یہی تھا کہ طوافِ کعبہ میں کسی کیلئے روک نہیں ڈالنی چاہئے اور باوجود اسکے کہ مسلمانوں نے وضاحت سے اعلان کر دیا تھا کہ وہ صرف اور صرف طوافِ کعبہ کیلئے جا رہے ہیں کسی قسم کی مخالفت یا جھگڑے کیلئے نہیں جا رہے مکہ والوں نے مکہ کو ایک قلعہ کی صورت میں تبدیل کر دیا اور اِردگرد کے قبائل کو بھی اپنی مدد کیلئے بلوایا۔ جب آپ مکہ کے قریب پہنچے تو آپ کو یہ اطلاع ملی کہ قریش نے چیتوں کی کھالیں پہن لی ہیں اور اپنی بیویوں اور بچوں کو ساتھ لے لیا ہے اور یہ قسمیں کھا لی ہیں کہ وہ آپ کو گزرنے نہیں دیں گے۔ یہ عرب کا رواج تھا کہ جب قوم موت کا فیصلہ کر لیتی تھی تو اس کے سردار چیتے کی کھالیں پہن لیتے تھے جس کے معنی یہ ہوتے تھے کہ اب عقل کا وقت نہیں رہا، اب دلیری اور جرأت سے ہم جان دے دیں گے۔ اس اطلاع کے ملنے کے تھوڑی دیر بعد ہی مکہ کی فوج کا ہراول دستہ مسلمانوں کے سامنے آ کھڑا ہوا اب اس مقام سے صرف اسی صورت میں آگے بڑھا جا سکتا تھا کہ تلوار کے زور سے دشمن کو زیر کیا جاتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ فیصلہ کر کے آئے تھے کہ بہر حال ہم نہیں لڑیں گے، آپ نے ایک ہوشیار راہبر کو جو جنگل کے راستوں سے واقف تھا اُسے اِس بات پر مقرر کیا کہ وہ جنگل کے اندر سے مسلمان زائرین کو لے کر مکہ تک پہنچا دے۔ یہ راہبر آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو لے کر حدیبیہ کے مقام پر جو مکہ کے قریب تھا جا پہنچا۔ یہاں آپ کی اُونٹنی کھڑی ہو گئی اور اُس نے آگے چلنے سے انکار کر دیا۔ صحابہؓ نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! آپ کی اُونٹنی تھک گئی ہے آپ اس کی جگہ دوسری اُونٹنی پر بیٹھ جائیں۔ مگر آپ نے فرمایا۔ نہیں نہیں یہ تھکی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا منشاء یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہم یہاں ٹھہر جائیں اور میں یہیں ٹھہر کر مکہ والوں سے ہر طریقہ سے درخواست کروں گا کہ وہ ہمیں حج کی اجازت دے دیں اور خواہ کوئی شرط بھی وہ کریں میں اُسے منظور کر لوں گا۔ اُس وقت تک مکہ کی فوج مکہ سے دور فاصلہ پر کھڑی تھی اور مسلمانوں کا انتظار کر رہی تھی۔ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو بغیر مقابلہ کے مکہ میں داخل ہو سکتے تھے۔ لیکن چونکہ آپ یہ فیصلہ کر چکے تھے کہ پہلے آپ یہی کوشش کریں گے کہ مکہ والوں کی اجازت کے ساتھ طواف کریں اور اُسی صورت میں مقابلہ کریں گے کہ مکہ والے خود لڑائی شروع کر کے لڑنے پر مجبور کریں۔ اس لئے باوجود مکہ کی سڑک کے کھلا ہونے کے آپ نے حدیبیہ پر ڈیرہ ڈال دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں یہ خبر کہ آپ حدیبیہ پر ڈیرے ڈالے پڑے ہیں مکہ کے لشکر کو بھی جا پہنچی اور اُس نے جلدی سے پیچھے ہٹ کر مکہ کے قریب صفیں بنا لیں۔ سب سے پہلے بدیل نامی ایک سردار آپ سے بات کرنے کیلئے بھیجا گیا۔ جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا۔ میں تو صرف طواف کرنے کیلئے آیا ہوں۔ ہاں مکہ والے اگر ہمیں مجبور کریں تو ہمیں لڑنا پڑے گا۔ اِس کے بعد مکہ کے کمانڈر ابوسفیان کا داماد عروہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے نہایت گستاخانہ طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر کہا کہ یہ اوباشوں کا گروہ آپ اپنے ساتھ لے کر آئے ہیں مکہ والے اِنہیں کسی صورت میں بھی اپنے شہر میں داخل ہونے نہیں دیں گے۔ اِسی طرح یکے بعد دیگرے پیغامبر آتے رہے۔ آخر مکہ والوں نے کہلا بھیجا کہ خواہ کچھ ہو جائے اِس سال تو ہم آپ کو طواف نہیں کرنے دیں گے کیونکہ اس میں ہماری ہتک ہے۔ ہاں اگر آپ اگلے سال آئیں تو ہم آپ کو اجازت دے دیں گے۔ بعض اِردگرد کے لوگوں نے مکہ والوں سے اصرار کیا کہ یہ لوگ صرف طواف کیلئے آئے ہیں آپ ان کو کیوں روکتے ہیں مگر مکہ کے لوگ اپنی ضد پر قائم رہے۔ اس پر بیرونی قبائل کے لوگوں نے مکہ والوں سے کہا کہ آپ لوگوں کا یہ طریق بتاتا ہے کہ آپ کو شرارت مدنظر ہے صلح مدنظر نہیں اِس لئے ہم لوگ آپ کا ساتھ دینے کیلئے تیار نہیں۔ اس پر مکہ کے لوگ ڈر گئے اور اُنہوں نے اِس بات پر آمادگی ظاہر کی کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ سمجھوتہ کی کوشش کریں گے۔

جب اس امر کی اطلاع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے حضرت عثمانؓ کو جو بعد میں آپ کے تیسرے خلیفہ ہوئے مکہ والوں سے بات چیت کرنے کیلئے بھیجا۔ جب حضرت عثمانؓ مکہ پہنچے تو چونکہ مکہ میں اُن کی بڑی وسیع رشتہ داری تھی اُن کے رشتہ دار اُن کے گرد اکٹھے ہو گئے اور اُن سے کہا کہ آپ طواف کر لیں لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگلے سال آ کر طواف کریں۔ مگر عثمانؓ نے کہا کہ میں اپنے آقا کے بغیر طواف نہیں کر سکتا۔ چونکہ رؤسائے مکہ سے آپ کی گفتگو لمبی ہو گئی، مکہ میں بعض لوگوں نے شرارت سے یہ خبر پھیلا دی کہ عثمانؓ کو قتل کر دیا گیا ہے اور یہ خبر پھیلتے پھیلتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک بھی جا پہنچی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو جمع کیا اور فرمایا سفیر کی جان ہر قوم میں محفوظ ہوتی ہے۔ تم نے سنا ہے کہ عثمانؓ کو مکہ والوں نے مار دیا ہے اگر یہ خبر درست نکلی تو ہم بزور مکہ میں داخل ہوں گے (یعنی ہمارا پہلا ارادہ کہ صلح کے ساتھ مکہ میں داخل ہوں گے جن حالات کے ماتحت تھا وہ چونکہ تبدیل ہو جائیں گے اِس لئے ہم اِس ارادہ کے پابند نہ رہیں گے) جو لوگ یہ عہد کرنے کیلئے تیار ہوں کہ اگر ہمیں آگے بڑھنا پڑا تو یا ہم فتح کر کے لوٹیں گے یا ایک ایک کر کے میدان میں مارے جائیں گے وہ اس عہد پر میری بیعت کریں۔ آپ کا یہ اعلان کرنا تھا کہ پندرہ سَو زائر جو آپ کے ساتھ آیا تھا یکدم پندرہ سَو سپاہی کی شکل میں بدل گیا اور دیوانہ وار ایک دوسرے پر پھاندتے ہوئے اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر دوسروں سے پہلے بیعت کرنے کی کوشش کی۔ یہ بیعت تمام اسلامی تاریخ میں بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے اور درخت کا عہد نامہ کہلاتی ہے کیونکہ جس وقت یہ بیعت لی گئی اُس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے۔ جب تک اس بیعت میں شامل ہونے والا آخری آدمی بھی دنیا میں زندہ رہا وہ فخر سے اِس بیعت کا ذکر کیا کرتا تھا۔ کیونکہ پندرہ سَو آدمیوں میں سے ایک شخص نے بھی یہ عہد کرنے سے دریغ نہ کیا تھا کہ اگر دشمن نے اسلامی سفیر کو مار دیا ہے تو آج دو صورتوں میں سے ایک ضرور پیدا کر کے چھوڑیں گے۔ یا وہ شام سے پہلے پہلے مکہ کو فتح کر کے چھوڑیں گے یا شام سے پہلے پہلے میدانِ جنگ میں مارے جائیں گے۔ لیکن ابھی بیعت سے مسلمان فارغ ہی ہوئے تھے کہ حضرت عثمانؓ واپس آ گئے اور اُنہوں نے بتایا کہ مکہ والے اِس سال تو عمرہ کی اجازت نہیں دے سکتے مگر آئندہ سال اجازت دینے کیلئے تیار ہیں۔ چنانچہ اِس بارہ میں معاہدہ کرنے کیلئے اُنہوں نے اپنے نمائندے مقرر کر دیئے ہیں۔ حضرت عثمانؓ کے آنے کے تھوڑی دیر بعد مکہ کا ایک رئیس سہیل نامی معاہدہ کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ معاہدہ لکھا گیا۔

شرائط صلح حدیبیہ

’’خدا کے نام پر یہ شرائط صلح محمد ابن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور سہیل ابن عمرو (قائمقام حکومت مکہ کے درمیان طے پائی ہیں۔ جنگ دس سال کیلئے بند کی جاتی ہے۔ جو شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ملنا چاہے یا اُن کے ساتھ معاہدہ کرنا چاہے وہ ایسا کر سکتا ہے۔ اور جو شخص قریش کے ساتھ ملنا چاہے یا معاہدہ کرنا چاہے وہ بھی ایسا کر سکتا ہے۔ اگر کوئی لڑکا جس کا باپ زندہ ہو یا ابھی چھوٹی عمر کا ہو وہ اپنے باپ یا متولی کی مرضی کے بغیر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جائے تو اُس کے باپ یا متولی کے پاس واپس کر دیا جائے گا لیکن اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھیوں میں سے کوئی قریش کی طرف جائے تو اُسے واپس نہیں کیا جائے گا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سال مکہ میں داخل ہوئے بغیر واپس چلے جائیں گے لیکن اگلے سال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھی مکہ میں آ سکتے ہیں اور تین دن تک وہاں ٹھہر کر کعبہ کا طواف کر سکتے ہیں اس عرصہ میں قریش شہر سے باہر پہاڑی پر چلے جائیں گے۔ لیکن یہ شرط ہو گی کہ جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اُن کے ساتھی مکہ میں داخل ہوں تو اُن کے پاس کوئی ہتھیار نہ ہو سوائے اُس ہتھیار کے جو ہر مسافر اپنے پاس رکھتا ہے یعنی نیام میں ڈالی ہوئی تلوار۔‘‘

اِس معاہدہ کے وقت دو عجیب باتیں ہوئیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرائط طے کرنے کے بعد معاہدہ لکھوانا شروع کیا تو آپ نے فرمایا ’’خدا کے نام سے جو بے انتہاء کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔‘‘ سہیل نے اس پر اعتراض کیا اور کہا خدا کو تو ہم جانتے ہیں لیکن یہ ’’بے انتہاء کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا‘‘ ہم نہیں جانتے کون ہے۔ یہ معاہدہ ہمارے اور آپ کے درمیان ہے اور اس میں دونوں کے مذاہب کا احترام ضروری ہے۔ اس پر آپ نے اُس کی بات قبول کر لی اور صرف اتنا ہی لکھوایا کہ ’’خدا کے نام پر ہم یہ معاہدہ کرتے ہیں۔‘‘ پھر آپ نے یہ لکھوایا کہ یہ شرائط صلح مکہ والوں اور محمد رسول اللہ کے درمیان ہیں۔ اس پر پھر سہیل نے اعتراض کیا اور کہا کہ اگر ہم آپ کو خدا کا رسول مانتے تو آپ کے ساتھ لڑتے کیوں؟ آپ نے اُس کے اس اعتراض کو بھی قبول کر لیا اور بجائے محمد رسول اللہ کے ’’محمد بن عبداللہ‘‘ لکھوایا۔ چونکہ آپ مکہ والوں کی ہر بات مانتے چلے جاتے تھے، صحابہؓ کے دل میں بے انتہاء رنج اور افسوس پیدا ہوا اور غصہ سے اُن کا خون کھولنے لگا یہاں تک کہ حضرت عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! کیا ہم سچے نہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں! پھر اُنہوں نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! کیا آپ کو خدا نے یہ نہیں بتایا تھا کہ ہم خانہ کعبہ کا طواف کریں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں! اس پر حضرت عمرؓ نے کہا پھر آپ نے یہ معاہدہ آج کیوں کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمر! خدا تعالیٰ نے مجھے یہ تو فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ کا طواف امن سے کریں گے مگر یہ تو نہیں فرمایا تھا کہ ہم اسی سال کریں گے یہ تو میرا اپنا اجتہاد تھا۔ اِسی طرح بعض دوسرے صحابہؓ نے یہ اعتراض کیا کہ یہ اقرار کیوں کر لیا گیا ہے کہ اگر مکہ کے لوگوں میں سے کوئی نوجوان مسلمان ہوا تو اس کے باپ یا ولی کی طرف واپس کر دیا جائے گا لیکن جو مسلمان مکہ والوں کی طرف جائے گا اُسے مکہ والے واپس کرنے پر مجبور نہ ہوں گے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں کون سے حرج کی بات ہے ہر شخص جو مسلمان ہوتا ہے وہ اسلام کو سچا سمجھ کر مسلمان ہوتا ہے رسمی اور رواجی طور پر مسلمان نہیں ہوتا۔ ایسا شخص جہاں بھی رہے گا وہ اسلام کی تبلیغ کرے گا اور اسلام کی اشاعت کا موجب ہو گا لیکن جو شخص اسلام سے مرتد ہوتا ہے ہم نے اُسے اپنے اندر رکھ کر کرنا کیا ہے۔ جو شخص ہمارے مذہب کو جھوٹا سمجھ بیٹھا ہے وہ ہمارے لئے کس فائدہ کا موجب ہو سکتا ہے۔ آپ کا یہ جواب ان غلطی خوردہ مسلمانوں کا بھی جواب ہے جو کہتے ہیں کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے۔ اگر اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر اصرار کرتے کہ ہر مرتد واپس کیا جائے تا کہ اُس کو اُس کے جرم کی سزا دی جائے۔ جس وقت یہ معاہدہ لکھ کر ختم ہوا اور اس پر دستخط کر دیئے گئے۔ اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے اس معاہدہ کی صحت کے پرکھنے کا سامان پیدا کر دیا۔ سہیل جو مکہ والوں کی طرف سے معاہدہ کر رہا تھا اس کا اپنا بیٹا رسیوں سے جکڑا ہوا اور زخموں سے چور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر گرا اور کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! میں دل سے مسلمان ہوں اور اسلام کی وجہ سے میرا باپ مجھے یہ تکلیفیں

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(161) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ میں مسجد مبارک میں ظہر کی نماز سے پہلی سنتیں پڑھ رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیت الفکر کے اندر سے مجھے آواز دی ۔ میں نماز توڑ کر حضرت کے پاس چلا گیا اور حضرت سے عرض کیا کہ حضور میں نماز توڑ کر حاضر ہوا ہوں ۔آپ نے فرمایا اچھا کیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بیت الفکر اس حجرہ کا نام ہے جو حضرت کے مکان کا حصہ ہے اور مسجد مبارک کے ساتھ شمالی جانب متصل ہے۔ابتدائی ایام میں حضرت عموماً اس کمرہ میں نشست رکھتے تھے اور اسی کی کھڑکی میں سے نکل کر مسجد میں تشریف لایا کرتے تھے۔ میاں عبداللہ صاحب سنوری نے بیان کیا کہ یہ ابتدائی زمانہ کی بات ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ رسول کی آواز پر نماز توڑ کر حاضر ہونا شرعی مسئلہ ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ عمل صالح کسی خاص عمل کا نام نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا نام ہے۔

(162) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ اوائل میں جب ابھی حضرت مولوی خلیفہ اول قادیان نہیں آئے تھے انہوں نے جموں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خط لکھا کہ اگر حضور یہاں تشریف لا سکیں تو مہاراج حضور کی ملاقات کی خواہش رکھتے ہیں ۔میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ حضرت صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ جواب لکھ دو بِئْسَ الْفَقِیْرُ عَلٰی بَابِ الْاَمِیْرِ۔

(163) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے میرے خاتمہ اور خاتمہ تک کے سب حالات بتا دیئے ہوئے ہیں جو مجھ پر آنے والے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ مجھ پر اسی کے مطابق حالات آ رہے ہیں۔

(164) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ اوائل میں مَیں نوگاؤں میں پٹواری ہوتا تھا اور میری پچپن سالانہ تنخواہ تھی مگر میں نے ایک اور پٹواری کے ساتھ مل کر جو تحصیل پائل میں ہوتا تھا اپنا تبادلہ تحصیل پائل میں کروالیا۔لیکن وہاں جانے کے بعد میرا دل نہیں لگا اور میں بہت گھبرایا کیونکہ وہ ہندو جاٹوں کا گاؤں تھا اور وہاں کوئی مسجد نہ تھی اور نوگاؤں میں جس کو میں چھوڑ آیا تھا مسجد تھی ۔ میں نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ یہاں میرا دل بالکل نہیں لگتا۔ حضور دعا فرماویں کہ میں پھر نوگاؤں میں چلا جاؤں اور بڑی بیقراری سے عرض کیا۔ حضور نے فرمایا جلدی نہیں کرنی چاہئے۔ اپنے وقت پر یہ خود بخود ہو جائیگا۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ کچھ عرصہ بعد میرا تبادلہ غوث گڑھ میں ہو گیا جہاں میرا اتنا دل لگا کہ نوگاؤں کی خواہش دل سے نکل گئی اور میں نے حضرت کے فرمان کی یہ تاویل کر لی کہ چونکہ غوث گڑھ بھی مسلمانوں کا گاؤں ہے اور اس میں مسجد ہے اور یہاں میرا دل بھی خوب لگ گیا ہے اس لئے حضرت کے فرمان کے یہی معنی ہونگے جو پورے ہو گئے مگر کچھ عرصہ بعد نوگاؤں کا حلقہ خالی ہوا اور تحصیلدار نے میری ترقی کی سفارش کی اور لکھا کہ ترقی کی یہ صورت ہے کہ مجھے علاوہ غوث گڑھ کے نوگاؤں کا حلقہ بھی جو وہ بھی پچپن سالانہ کا تھا دیدیا جاوے اور دونوں حلقوں کی تنخواہ یعنی ایک سو دس مجھے دی جاوے ۔ یہ سفارش مہاراج سے منظور ہو گئی اور اس طرح میرے پاس غوث گڑھ اور نوگاؤں دونوں حلقے آ گئے اور ترقی بھی ہو گئی ۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کا ایک خاص اقتداری فعل تھا ورنہ نوگاؤں غوث گڑھ سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر ہے اور درمیان میں کئی غیر حلقے ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ غوث گڑھ کا تمام گاؤں میاں عبد اللہ صاحب کی تبلیغ سے احمدی ہو چکا ہے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ تمام دیہات ریاست پٹیالہ میں واقع ہیں۔

(165) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت صاحب کو ایک جیبی گھڑی تحفہ دی ۔ حضرت صاحب اسکو رومال میں باندھ کر جیب میں رکھتے تھے زنجیر نہیں لگاتے تھے ۔اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا تو گھڑی نکال کر ایک ہندسے یعنی عدد سے گِن کر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ رکھ کر ہندسے گنتے تھے اور منہ سے بھی گنتے جاتے تھے اور گھڑی دیکھتے ہی وقت نہ پہچان سکتے تھے ۔میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ آپ کا جیب سے گھڑی نکال کر اس طرح وقت شمار کرنا مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا۔

(166) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب نے بیان فرمایا کہ قرآن شریف کی جو آیات بظاہر مشکل معلوم ہوتی ہیں اور ان پر بہت اعتراض ہوتے ہیں دراصل ان کے نیچے بڑے بڑے معارف اور حقائق کے خزانے ہوتے ہیں اور پھر مثال دے کر فرمایا کہ ان کی ایسی ہی صورت ہے جیسے خزانہ کی ہوتی ہے جس پر سنگین پہرہ ہوتا ہے اور جو بڑے مضبوط کمرے میں رکھا جاتا ہے جس کی دیواریں بہت موٹی ہوتی ہیں اور دروازے بھی بڑے موٹے اور لوہے سے ڈھکے ہوئے ہوتے ہیں اور بڑے بڑے موٹے اور مضبوط قفل اس پر لگے ہوتے ہیں ۔اور اسکے اندر بھی مضبوط آہنی صندوق ہوتے ہیں جن میں خزانہ رکھا جاتا ہے اور پھر یہ صندوق بھی خزانہ کے اندر اندھیری کوٹھڑیوں اور تہ خانوں میں رکھے جاتے ہیں ۔جس کی وجہ سے ہر شخص وہاں تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ اس سے آگاہ ہو سکتا ہے بمقابلہ نشست گاہ ہونے کے جو کھلے کمرے ہوتے ہیں اور دروازوں پر بھی عموماً شیشے لگے ہوئے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے باہر والا شخص بھی اندر نظر ڈال سکتا ہے اور جو اندر آنا چاہے بآسانی آ سکتا ہے۔

(167) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب جب بڑی مسجد میں جاتے تھے تو گرمی کے موسم میں کنوئیں سے پانی نکلوا کر ڈول سے ہی مُنہ لگا کر پانی پیتے تھے اور مٹی کی تازہ ٹِنڈ یا تازہ آبخورہ میں پانی پینا آپ کو پسند تھا۔اور میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب اچھے تلے ہوئے کرارے پکوڑے پسند کرتے تھے کبھی کبھی مجھ سے منگوا کر مسجد میں ٹہلتے ٹہلتے کھایا کرتے تھے۔اور سالم مرغ کا کباب بھی پسند تھا چنانچہ ہوشیار پور جاتے ہوئے ہم مُرغ پکوا کر ساتھ لے گئے تھے۔ مولی کی چٹنی اور گوشت میں مونگرے بھی آپ کو پسند تھے۔ گوشت کی خوب بھُنی ہوئی بوٹیاں بھی مرغوب تھیں۔ چپاتی خوب سِکی ہوئی جو سِکنے سے سخت ہو جاتی ہے پسند تھی۔ گوشت کا پتلا شوربہ بھی پسند کرتے تھے جو بہت دیر تک پکتا رہا ہو۔ حتیّٰ کہ اس کی بوٹیاں خوب گل کر شوربہ میں اس کا عرق پہنچ جاوے۔ سکنجبین بھی پسند تھی۔ میاں جان محمد مرحوم آپکے واسطے سکنجبین تیار کیا کرتا تھا۔ نیز میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب نے ایک دفعہ یہ بھی فرمایا تھا کہ گوشت زیادہ نہیں کھانا چاہیے جو شخص چالیس دن لگاتار کثرت کے ساتھ صرف گوشت ہی کھاتا رہتا ہے اسکا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ دال، سبزی ترکاری کے ساتھ بدل بدل کر گوشت کھانا چاہیے بھیڑ کا گوشت ناپسند فرماتے تھے۔ میٹھے چاول گُڑ یعنی قند سیاہ میں پکے ہوئے پسند فرماتے تھے۔ ابتدا میں چائے میں دیسی شکر (جو گُڑ کی طرح ہوتی ہے) ڈال کر استعمال فرماتے تھے ۔شوربہ کے متعلق فرماتے تھے کہ گاڑھا کیچڑ جیسا ہم کو پسند نہیں۔ ایسا پتلا کرنا چاہیے کہ ایک آنہ کا گوشت آٹھ آدمی کھائیں ۔اس وقت ایک آنہ کا سیر خام گوشت آتا تھا۔

(168) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ کوئی شخص حضرت صاحب کیلئے ایک تسبیح تحفہ لایا۔ وہ تسبیح آپ نے مجھے دے دی اور فرمایا لو اس پر درود شریف پڑھا کرو۔ وہ تسبیح بہت خوبصورت تھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ تسبیح کے استعمال کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام عام طور پر پسند نہیں فرماتے تھے۔

(169) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب بیان فرماتے تھے کہ قیامت کو ایک شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا اور اللہ اس سے دریافت کرے گا کہ اگر تو نے کبھی کوئی نیکی کی ہے تو بتا مگر وہ نہیں بتا سکے گا ، اس پر اللہ فرمائے گا اچھا تو کیا تو کبھی کسی بزرگ شخص سے ملا تھا؟ وہ جواب دیگا نہیں۔ اس پر خدا فرمائے گا اچھی طرح یاد کر کے جواب دے اس پر وہ بولے گا کہ ہاں ایک دفعہ میں ایک گلی میں سے گزر رہا تھا تو میرے پاس سے ایک شخص گذرا تھا جس کو لوگ بزرگ کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ، جا میں نے تجھے اسی وجہ سے بخش دیا۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ حضرت صاحب نے ایک وقت یہ بھی فرمایا تھا کہ جو شخص کسی کامل کے پیچھے نماز پڑھتا ہے تو پیشتر اسکے کہ وہ سجدہ سے اپنا سر اُٹھاوے اللہ اسکے گناہ بخش دیتا ہے ۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ کوئی منتر جنتر نہیں اخلاص اور صحتِ نیت شرط ہے۔

(170) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ ایک شخص آیا اور اس نے حضرت صاحب سے دریافت کیا کہ کیا آپ واقعی مسیح اور مہدی ہیں ؟ آپ نے فرمایا ہاں میں واقعی مسیح اور مہدی ہوں اور آپ نے ایسے انداز سے یہ جواب دیا کہ وہ شخص پھڑک گیا اور اسی وقت بیعت میں داخل ہو گیا اور میرے دل پر بھی حضرت صاحب کے اس جواب کا بہت اثر ہوا۔

(171) **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ دو بیویاں کر کے انسان درویش ہو جاتا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ واقعی اگر ان شروط کو ملحوظ رکھا جاوے جو اسلام ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے والے کیلئے واجب قرار دیتا ہے تو دو یا اس سے زیادہ بیویاں عیش و عشرت کا ذریعہ ہرگز نہیں بن سکتیں بلکہ یہ ایک قربانی ہے جو خاص حالات میں انسان کو کرنی پڑتی ہے۔

(سیرۃ المہدی، جلد 1 ،مطبوعہ قادیان 2007)

بقیہ نبیوں کا سردارؐ از صفحہ نمبر 8

دے رہا ہے۔ میرا باپ یہاں آیا تو میں موقع پا کر آپ کے پاس پہنچا ہوں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی جواب نہ دیا تھا کہ اس کے باپ نے کہا معاہدہ ہو چکا ہے اور اِس نوجوان کو واپس میرے ساتھ جانا ہوگا۔ ابوجندل کی حالت اُس وقت مسلمانوں کے سامنے تھی وہ اپنے ایک بھائی کو جو اپنے باپ کے ہاتھوں سے اِس قدر ظلم برداشت کر رہا تھا واپس جانا دیکھ نہیں سکتے تھے۔ اُنہوں نے تلواریں میانوں سے نکال لیں اور اس بات کا فیصلہ کر لیا کہ وہ مر جائیں گے مگر اپنے بھائی کو اس تکلیف کے مقام پر پھر جانے نہیں دیں گے۔ خود ابوجندل نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یَارَسُوْلَ اللہ! آپ میری حالت کو دیکھتے ہیں کیا آپ اس بات کو گوارا کریں گے کہ پھر مجھے اِن ظالموں کے سپرد کر دیں تا کہ پہلے سے بھی زیادہ مجھ پر ظلم توڑیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کے رسول معاہدے نہیں توڑا کرتے۔ ابوجندل! ہم معاہدہ کر چکے ہیں تم اب صبر سے کام لو اور خدا پر توکل کرو وہ تمہارے لیے اور تمہارے جیسے اور نوجوانوں کیلئے خود ہی بچنے کی کوئی راہ پیدا کر دے گا۔

اس معاہدے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ تشریف لے گئے۔ جب آپ مدینہ پہنچے تو مکہ کا ایک اور نوجوان ابوبصیرؓ آپ کے پیچھے پیچھے دَوڑتا ہوا مدینہ پہنچا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے بھی معاہدہ کے مطابق واپس جانے پر مجبور کیا مگر راستہ میں اُس کی اپنے پکڑنے والوں سے لڑائی ہو گئی اور اپنے ایک محافظ کو قتل کر کے وہ بھاگ گیا۔ مکہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر شکایت کی تو آپ نے فرمایا ہم نے تمہارا آدمی تمہارے حوالے کر دیا تھا ہم اس بات کے ذمہ دار نہیں کہ وہ جہاں کہیں بھی ہو ہم اُس کو پکڑ کر دوبارہ تمہارے سپرد کریں۔

اسکے تھوڑے دنوں بعد ایک عورت بھاگ کر مدینہ پہنچی۔ اسکے رشتہ داروں نے مدینہ پہنچ کر اُسے واپس بھجوانے کا مطالبہ کیا مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاہدہ میں مردوں کی شرط ہے عورتوں کی شرط نہیں اس لئے ہم عورت کو واپس نہیں کریں گے۔

(باقی آئندہ)

(نبیوں کا سردارؐ صفحہ 164 تا   مطبوعہ قادیان 2014ء)

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب:57)

ترجمہ: یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

طالبِ دعا : مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

بعض معاشروں اور خاندانوں میں عورت کو بالکل ایک حقیری چیز سمجھا جاتا ہے

مغرب جو آج عورت کی آزادی کا علمبردار بنا پھرتا ہے یہاں بھی چند دہائیاں پہلے تک عورت کی کوئی حیثیت نہیں تھی

اسلام کی تعلیم میں جو عورت پر بعض کاموں کی پابندیاں ہیں اس لئے نہیں کہ یہ کام وہ کر نہیں سکتی یا اس کے حقوق سلب کئے جائیں بلکہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے مرد اور عورت کے کاموں میں تقسیم کردی ہے، لیکن حقوق کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں

جس پہلو سے بھی دیکھیں اسلام عورت کے حق کی حفاظت کرتا ہے کسی دوسری شریعت میں اس حد تک عورت کے حقوق کی حفاظت نہیں کی گئی

قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے عورتوں کے ارفع مقام اور ان کے مختلف حقوق کا نہایت اہم اور پُر تاثیر بیان

ہر احمدی عورت ہمیشہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے احسانوں کی شکر گزاری کا حق ادا کرنے کیلئے ہم نے قرآن کریم کی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنا ہے، اپنے گھروں میں رائج کرنا ہے، اپنی نسلوں میں جاری رکھنا ہے

دین کے معاملہ میں ہمیشہ ایک احمدی عورت کو غیرت دکھانی چاہئے

جلسہ سالانہ برطانیہ 2008ء کے موقع پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خواتین سے روح پرور خطاب، فرمودہ 26رجولائی 2008ء بروز ہفتہ بمقام حدیقۃ المہدی (آلٹن، یوکے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

ایک زمانہ تھا کہ عورت کو اس کا جائز مقام نہیں دیا جاتا تھا۔ مسلمانوں میں بھی باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں عورت کے حقوق قائم کرتا ہے، اس کا مقام ایسا تھا مثلاً ایک بیوی کی حیثیت، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایسی تھی کہ اُسے پاؤں کی جوتی سمجھا جاتا تھا بلکہ اب بھی بعض مسلمان ممالک میں اور تیسری دنیا کے غریب ملکوں میں، چاہے مسلمان ہیں یا عیسائی ہیں، عورت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ بعض معاشروں اور خاندانوں میں عورت کو بالکل ایک حقیری چیز سمجھا جاتا ہے۔ مغرب جو آج عورت کی آزادی کا علمبردار بنا پھرتا ہے یہاں بھی چند دہائیاں پہلے تک عورت کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ آج عورت کے حقوق کا نعرہ لگایا جاتا ہے۔ آج بھی بعض اہم کام مغرب کے جو تعلیم یافتہ لوگ ہیں وہ عورت کو نہیں دینا چاہتے مثلاً امریکہ میں صدارتی امیدوار کیلئے جو امیدوار کھڑے ہوئے، ان میں ایک عورت بھی تھی اور اس کے خلاف بھی یہ عذر پیش کیا جاتا رہا کہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ امریکہ کی صدر ایک عورت بن جائے۔ گو اس تأثر کو زائل کرنے کیلئے بعد میں بہت کوششیں کی گئیں، پردہ ڈالنے کی کوشش کی گئی لیکن حقیقت میں ایک بہت بڑا طبقہ وہاں کے لوگوں کا بھی اس بات کے خلاف ہے کہ امریکہ میں عورت کبھی صدر بنے۔ اب بظاہر امریکہ بڑا ترقی یافتہ ملک کہلاتا ہے اور شہری آزادی اور حقوق کے بارے میں بڑے کھلے دل و دماغ کا مالک کہلاتا ہے لیکن یہ برداشت نہیں ہوسکا کہ عورت وہاں کی صدر بن سکے، حکومت کی سربراہ بن سکے۔ اسلام کی تعلیم تو کھلی ہے۔ اسلام کی تعلیم میں جو عورت پر بعض کاموں کی پابندیاں ہیں اس لئے نہیں کہ یہ کام وہ کر نہیں سکتی یا اس کے حقوق سلب کئے جائیں بلکہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے مرد اور عورت کے کاموں میں تقسیم کردی ہے کہ یہ کام مرد نے کرنے ہیں اور یہ کام عورت نے کرنے ہیں۔ لیکن حقوق کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں۔

اسلام سے پہلے کا جو عرب معاشرہ تھا اگر اس کی تاریخ ہم دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ کیا ظالمانہ سلوک عورت سے کیا جاتا تھا۔ وہی ظالمانہ سلوک کچھ دہائیاں پہلے مغرب میں بھی عورت سے کیا جاتا تھا بلکہ اب بھی جب موقع ملتا ہے تو کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہاں گھریلو ناچاقیاں اور طلاقوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

بیوی کی حیثیت سے تو عورت اس عرب معاشرہ میں بہت سے حقوق سے محروم تھی۔ لیکن بیٹی کی حیثیت سے بھی بعض قبیلے اور لوگ ایسے تھے کہ اس سے بہت برا سلوک کرتے تھے۔ اور تاریخ میں ایسے سلوک کے نظارے پیش ہوتے ہیں کہ جو رونگٹے کھڑے کرنے والے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر ان حقوق کو قائم کیا۔ عورتوں کا جو حق ہے، ورثہ ہے اس کو قائم فرمایا۔ ان کو برابری کے حقوق دلوائے۔ آج نئی نسل کو شاید یہ سمجھ نہ آئے اور بہت سارے نئے آنے والوں کو بھی سمجھ نہ آئے کہ ان بنیادی حقوق سے محرومی کس طرح ہوسکتی ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے عربوں کے جو رسم و رواج تھے ان کو بھی مَیں مختصراً بیان کردیتا ہوں۔

بعض قبیلوں میں دستور تھا کہ بیوی، جو بیوہ عورت ہے وہ فوت شدہ خاوند کی وراثت کا درجہ رکھتی تھی اور باقی جائیداد کی طرح وہ بھی قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کی جاتی تھی۔ اور سوتیلا بیٹا تک جو تھے اسکے حقدار ہوتے تھے۔ ان کو وراثت میں بانٹی جاتی تھی۔ پھر اس سوتیلے بیٹے کی مرضی ہے چاہے تو خود اس سے شادی کرلے، چاہے ویسے رکھ لے۔ اور اگر خود شادی نہیں کرنی تو پھر کسی اَور سے اپنی مرضی سے، نہ کہ عورت کی مرضی سے، جہاں وہ بیٹا چاہتا تھا شادی کردیتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس بات سے سخت مناہی فرمائی ہے۔ کیونکہ وہ عورتیں جو تمہاری سوتیلی مائیں ہیں وہ تمہارے باپوں کی بیویاں ہیں اس لئے تمہاری مائیں ہیں اور اس وجہ سے وہ تم پر حرام ہیں اور یقیناً یہ فعل انتہائی گندہ اور غصہ دلانے والا ہے اور بہت بری رسم ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِھِنَّ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَھُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا فَعَلْنَ فِیْٓ اَنْفُسِھِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ (البقرۃ:235) اور تم میں سے جو لوگ وفات دیئے جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ بیویاں چار مہینے اور دس دن تک اپنے آپ کو روکے رکھیں۔ پس جب وہ اپنی مقررہ مدت کو پہنچ جائیں تو پھر وہ عورتیں اپنے متعلق معروف کے مطابق جو بھی کریں اس بارے میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔ اور اللہ اس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

پس یہاں اس آیت میں عورت کو آزادی دی گئی ہے کہ خاوند کی وفات کے بعد عدت کا وقت گزر جانے پر وہ شادی کا فیصلہ کرے اور پھر فرمایا کہ جو رشتہ دار اور عزیز ہیں اسکی شادی میں روک نہ بنیں۔ بلکہ حدیث میں ہے کہ بیوہ جو ہے اپنا ولی بھی خود مقرر کرسکتی ہے۔ تو یہ آزادی ہے جو اس وقت کے رسم و رواج کو توڑ کر عورت کی قائم کی گئی۔

پھر اسلام نے سب سے پہلے عورت کو ورثہ کا حقدار بنایا۔ چنانچہ قرآن کریم میں لڑکیوں کو ماں باپ کے ورثہ کا حقدار قرار دیا گیا۔ بیویوں کو خاوند کے ورثہ کا حقدار قرار دیا گیا۔ ماؤں کو بچوں کے ورثے کا حقدار قرار دیا گیا۔ اگر ان میں سے کوئی جائیداد چھوڑ کر ماں باپ سے پہلے فوت ہوجاتا ہے تو اُس صورت میں مائیں اس کی حقدار بن جاتی ہیں۔ پھر بعض صورتوں میں بیٹوں کو، بیٹیوں کو یا بہنوں کو بھائیوں کا وارث قرار دیا گیا ہے۔ اسلام سے پہلے کسی مذہب نے عورت کے اس طرح حقوق قائم نہیں کئے۔ خاوند کو یہ حق نہیں کہ عورت کے مال میں سے لے لے۔ عورت کی کمائی میں سے کچھ لے۔ اس بات سے سخت مناہی کی گئی ہے۔ فرمایا کہ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِھِمْ (النساء:35) مرد عورت پر نگران ہیں اُس فضیلت کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر بخشی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اپنے اموال اُن پر خرچ کرتے ہیں۔ یعنی مرد کو فضیلت ہے اس لئے کہ وہ گھر کے نگران بنائے گئے ہیں۔ دوسرے اس لئے کہ گھر کا خرچ جو ہے وہ مرد نے چلانا ہے۔ اگر مرد اپنی ذمہ داری ادا نہیں کررہا تو اس کا وہ مقام نہیں ہے۔ اگر وہ بچوں کی تربیت میں اپنے عمل اور رویہ سے حق ادا نہیں کررہا تو وہ گناہگار ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”مرد چونکہ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ (النساء:35) کا مصداق ہے اس لئے اگر وہ لعنت لیتا ہے تو وہ لعنت بیوی بچوں کو بھی دیتا ہے۔“
(ملفوظات، جلد2، صفحہ 141، جدید ایڈیشن)

پس اگر نگران حق ادا نہیں کررہا اور نسل کے برباد ہونے کا اور بگڑنے کا بھی خطرہ ہے تو پھر عورت کی عقلمندی کا تقاضا ہے کہ اپنی اولاد کو اور اپنے آپ کو اُس لعنت سے بچانے کیلئے نظام سے رجوع کرے اور پھر اپنے حقوق حاصل کرے۔ لیکن بہانے بنا کر نہیں۔ تقویٰ یہاں بھی شرط ہے۔ اس پہلو کو مدنظر رکھنا ہے۔

پھر گھر کا خرچ چلانا بھی مرد کا کام ہے۔ عورت چاہے کما بھی رہی ہو، اس کی جائیداد بھی ہو۔ پھر بھی گھر کا خرچ چلانا مرد کی ذمہ داری ہے۔ یہ کہنا کہ عورت کما رہی ہے یا اسکی جائداد ہے اس لئے اسکا فرض بنتا ہے کہ میرے ساتھ گھر کا خرچ چلائے اور گھر کا خرچ چلانے میں میری مدد کرے، یہ غلط بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مرد کو فضیلت دے دی گئی ہے۔ اگر یہ حق تمہیں مل گیا کہ تم قوّام ہو تو اس کے حقوق ادا کرنا، اپنے بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنا تمہارا فرض ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبُوْا ؕ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبْنَ (النساء:33) یعنی جو کچھ مرد نے کمایا ہے اس میں سے ان کا حصہ ہے اور جو عورتیں کمائیں ان میں سے ان کا حصہ ہے۔ یہ بتا کر مَردوں کو کہہ دیا، واضح کردیا ان پر کہ تم اپنی ذمہ داری ادا کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہاری لگائی ہے۔

پس دیکھیں وہی عورت جو وراثت سمجھی جاتی تھی، اسے اپنے فیصلے کرنے کا بھی اختیار نہیں دیا گیا تھا، اس کو اتنے حقوق دیئے گئے کہ مرد کو حکم دے دیا گیا کہ اسکے مال پر نظر نہ رکھو۔ بلکہ اُس زمانے میں غلام اور لونڈیاں رکھنے کا رواج تھا لیکن ایسی عورتیں جو لونڈیاں ہوں اگر ان سے نکاح کرنا چاہتے ہو تو مَردوں کو حکم دیا گیا کہ پھر ان کے حق مہر مقرر کرو جس طرح آزاد عورت کے حق مہر مقرر ہوتے ہیں۔ اسلام نے صرف آزاد عورت کے حقوق قائم نہیں کئے بلکہ لونڈی کے بھی حقوق قائم فرمادیئے تاکہ پاک اور ترقی کرنے والے معاشرے کا قیام ہو۔ پس عورت کے یہ حقوق ہیں جو اسلام نے قائم کئے۔ عرب کے لوگ تو اس زمانے میں اس بات کا تصور بھی نہیں کرسکتے تھے کہ اس طرح عورت کو آزادی مل سکتی ہے۔

پھر جیسا کہ مَیں نے کہا عورت تو ایک مادی چیز کی طرح تصور کی جاتی تھی اور گویا کہ مَردوں کی خوشی کیلئے ایک چیز ہے۔ اور پھر وہ وراثت میں بانٹی جاتی تھی۔ لیکن اس کامل اور مکمل شریعت نے کس طرح اسے گہرائیوں سے

نکال کر وہ مقام دلوایا ہے کہ وہی جو وراثت میں بانٹی جاتی تھی، وہ وراثت میں حصہ دار بن گئی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا۔ (النساء:8) مَردوں کیلئے اس ترکہ میں سے ایک حصہ ہے جو والدین اور اقرباء نے چھوڑا، اور عورتوں کیلئے بھی اس ترکہ میں ایک حصہ ہے جو والدین اور اقرباء نے چھوڑا، خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ یہ ایک فرض کیا گیا حصہ ہے۔

یہ ہے معاشرے میں برابری کا مقام مرد اور عورت کا۔ ماضی قریب تک مغرب میں، جیسا کہ مَیں نے کہا، یہ حق عورت کو حاصل نہیں تھا بلکہ مرنے والا اگر وصیت کر جائے تو یہاں کے قانون کے مطابق اپنے جائز ورثاء کو بھی اس سے محروم کر دیتا ہے۔ لیکن اسلام میں 1/3 تک کی وصیت کسی کے حق میں ہو سکتی ہے لیکن وارث کے حق میں نہیں تاکہ باقی محروم نہ ہو جائیں۔

پھر عورت کی آزادی کا ہر حق قائم کرنے کیلئے اسلام عورت کو ایک ایسا حق دلواتا ہے جو کئی حقوق کا مجموعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا۔ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤی اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْـًٔا وَّیَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا (النساء:20) کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم زبردستی کرتے ہوئے عورتوں کا ورثہ لو۔ اور انہیں اس غرض سے تنگ نہ کرو کہ تم جو کچھ انہیں دے بیٹھے ہو اس میں سے کچھ پھر لے بھاگو۔ سوائے اسکے کہ وہ کھلی کھلی بے حیائی کی مرتکب ہوئی ہوں۔ اور ان سے نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ اور اگر تم انہیں ناپسند کرو تو عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔

تو یہ ہے ایک حق عورت کا۔ مثلاً ایک خاوند اپنی بیوی پر ظلم کرتا ہے، اسے ناپسند کرتا ہے، حقوق پوری طرح ادا نہیں کرتا اور چھوڑتا بھی اس لئے نہیں کہ اس کی جائداد سے فائدہ اٹھاتا رہے۔ یا عورت بے چاری کو اس حالت میں پہنچا دیا ہے کہ وہ بسترِ مرگ پہ پہنچ گئی ہے اور کوشش ہو کہ اسکے مرنے کے بعد پھر اسکی جائداد سے فائدہ اٹھائے۔ پھر اگر جیسا کہ اسلام نے عورت کیلئے جائز قرار دیا ہے، دوسری صورت بعض دفعہ یہ بھی بنتی ہے، کہ اگر ایسی حالت ہو جب مرد تنگ کر رہا ہو تو عورت خلع لے لے۔ خاوند کی یہ کوشش ہو اور یہ کرتے بھی ہیں کہ عورت کو اتنا تنگ کرو کہ وہ خلع لے لے اور تاکہ حق مہر معاف ہو جائے، حق مہر مرد کو نہ دینا پڑے۔ قضا میں جہاں خلع کا فیصلہ کیا جاتا ہے اگر وہ یہ رجحان رکھتی ہو کہ مرد کا ظلم ہے تو یہ خلع بھی بصورت طلاق ہوگی اور حق مہر دینا ہوگا۔ بسا اوقات عورت کو بدنام کر کے ایسی جھوٹی کہانیاں پیش کی جاتی ہیں اور اسکے حق سے محروم کرنے والی وہ باتیں قضا میں بھی اور عدالتوں میں بھی بیان کی جاتی ہیں۔ یا بعض دفعہ ان ملکوں میں یوں بھی ہوتا ہے کہ عورت کی کچھ جائداد یا نصف جائداد عدالتوں میں جا کر ہتھیانے کی کوشش کی جاتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اس کو مکمل طور پر ناجائز قرار دیتا ہے۔

پھر یہ بھی بعض دفعہ ہوتا ہے کہ رشتہ دار بیوہ کو اس لئے شادی نہیں کرنے دیتے کہ اس عورت کے خاوند کی جائداد پر انکا تصرف رہے اور قبضہ رہے۔ یہ واقعات آج کل بھی ہو رہے ہیں اور ہوتے ہیں۔ بہت ساری شکایتیں آتی ہیں۔ یہ ایسے واقعات ہیں جن کو پندرہ سو سال قبل قرآنِ کریم نے بیان فرما کر ان سے بچنے کی طرف مَردوں کو توجہ دلا دی تاکہ عورت کے حق قائم رہیں۔

پھر بعض دفعہ رشتہ دار عورت کو اسکی مرضی کے خلاف اس بات پر مجبور کرتے ہیں کہ وہ کسی ایسے شخص سے شادی کر لے جو ان کے عزیزوں میں سے ہے تاکہ فوت شدہ خاوند کی جو جائداد ہے وہ باہر نہ جائے۔ خاوند بعض دفعہ غلط طریقے سے عورت کی جائداد ہتھیا لیتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا ہے ان ملکوں میں قانونی کارروائیاں کر کے جو ہوتا ہے۔ خاوند کے رشتہ دار اس کے مرنے کے بعد بھی کرتے ہیں۔ اگر خاوند نہیں کر رہا تو خاوند کے رشتہ دار کرنا شروع کر دیتے ہیں اور بسا اوقات طلاق وغیرہ کی صورت میں جو تحفے وغیرہ دیئے جاتے ہیں، انہیں واپس لینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہ جو تحفوں کا مطالبہ ہے، یہ میاں بیوی کے جھگڑوں میں اکثر آتا رہتا ہے۔ غرض قرآن کریم اس طرح ایک عورت کے حقوق قائم کرتا ہے اور ان کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے کہ کوئی اور دین نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ تمام صورتیں جو ہیں یہ منع ہیں اور عورت کو اس کے حق سے محروم کرنے والی بات ہے۔

عورت کو اس کی بیوگی یا طلاق کے بعد اپنی مرضی کی شادی کرنے کا بھی حق ہے جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی بتایا ہے۔ لیکن عورت کا نکاح چونکہ بغیر ولی کے نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اگر ایسی روکیں کھڑی ہو جائیں تو خلیفۂ وقت کے پاس عورت درخواست کر سکتی ہے۔ اور اگر عذر جائز ہو تو خلیفۂ وقت ولی بن سکتا ہے یا ولی مقرر کر سکتا ہے یا وکیل مقرر کر سکتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ عورتوں کے حقوق کی حفاظت کرتے ہوئے اس آیت میں فرماتا ہے کہ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ان سے نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ ظلم اور زیادتی کے بہانے تلاش نہ کرو۔ نہ ان کی جائداد پر نظر رکھو۔ نہ ان کو جو تم دے چکے ہو اس پر نظر رکھو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خَیْرُكُمْ خَیْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی بیوی سے نیک سلوک رکھے۔ پھر آپؐ نے فرمایا اپنی بیویوں سے سب سے زیادہ نیک سلوک کرنے والا مَیں ہوں۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب حسن معاشرۃ النساء، حدیث 1977)

تو دیکھیں مَردوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اُسوہ سے عورت کے حقوق قائم کرنے پر مزید توجہ دلوا دی۔

یہاں اس آیت میں جو یہ فرمایا ہے کہ سوائے اس کے کہ عورتیں کھلی کھلی بے حیائی کی مرتکب ہوں، یہاں واضح ہو کہ اس کا تعلق بھی مال لینے سے نہیں ہے۔ یعنی یہ نہیں ہے کہ اگر کوئی عورت، کسی کھلی بے حیائی کی مرتکب ہو رہی ہے تو مَرد اُن کے مال پر قبضہ کر لیں۔ بلکہ اس بات کا تعلق اُن سے ہے جو پہلی آیات میں باتیں بیان کی گئی ہیں کہ اگر عورت بے حیائی کی مرتکب ہو رہی ہو تو اس کو گھروں میں روک سکتے ہو۔ اور پھر عورت پر، اس کی بے حیائی پر صرف الزام لگا دینا کافی نہیں ہے بلکہ گواہ پیش کرنے ہوں گے اور اس کا بھی ایک لمبا طریقہ کار ہے۔ یا الزام لگانے والوں کو، اگر خاوند ہے تو اللہ کی قسم کے ساتھ شہادت دیتے ہوئے اپنی سچائی پیش کرنی ہوگی ورنہ اس گواہی میں اپنے آپ پر لعنت بھی ڈالے کہ اگر مَیں جھوٹا ہوں تو مجھ پر لعنت ہو۔ اسی طرح عورت کو اس کے ردّ کیلئے اس طرح قسم کے ساتھ اپنی سچائی کی گواہی دینی ہے تو دونوں طرف حقوق قائم کئے گئے ہیں۔ بہرحال یہاں یہ فقرہ کہ 'سوائے اسکے کہ وہ کھلی کھلی بے حیائی کی مرتکب ہو گئی ہوں' کا تعلق اس سے نہیں ہے کہ مَردوں کو عورت کے مال کھانے کی اجازت مل گئی ہے، بلکہ نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرنے سے اس کا تعلق ہے یا حق دلانے کے ساتھ تعلق ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عین ممکن ہے کہ تم کسی ایک چیز کو ناپسند کرتے ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے اس میں بھلائی رکھی ہو۔ تم ایک عورت کو ناپسند کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس میں بھلائی رکھی ہو۔ اس لئے سوائے اسکے کہ تم واضح اور کھلی بے حیائی ثابت کر سکو یا کرو بلاوجہ عورت پر الزام لگا کر نہ اسے تنگ کرنے کی کوشش کرو۔ نہ اِس وجہ سے اسے اپنی چیز سے جو اس عورت کی ملکیت ہے محروم کرنے کی کوشش کرو۔ اور نہ ہی اس کا جو حق تم پر بنتا ہے اُس سے اُسے محروم رکھنے کی کوشش کرو۔ ذرا ذرا سی بات پر جو مَرد عورت کو تنگ کرتے ہیں یا انہیں طلاق دینے کی دھمکیاں دیتے ہیں، یہاں اللہ تعالیٰ نے اس بات سے بھی عورت کا حق محفوظ رکھتے ہوئے مَرد کو نصیحت فرما دی ہے۔

پس جس پہلو سے بھی دیکھیں اسلام عورت کے حق کی حفاظت کرتا ہے۔ حقوق کی یہ حفاظت اس قدر ہے کہ کوئی عورت جو مسلمان ہے اِس بات پر قرآن کریم کے لائے ہوئے احکامات کا شکر ادا نہیں کر سکتی۔ اور کسی دوسری کتاب میں اور شریعت میں اس حد تک عورت کے حقوق کی حفاظت نہیں کی گئی کہ صرف حقوق ہی قائم نہیں کئے بلکہ مرد کو حکم دیا ہے کہ عورت کی غلطیوں اور کمزوریوں سے صَرفِ نظر کرو۔ اور صِرف صَرفِ نظر ہی نہیں بلکہ اس سے شفقت اور مہربانی کا سلوک کرو اور یہ شفقت اور پیار کا سلوک صرف کسی بات پر خوش ہو کر نہیں کرنا بلکہ اگر تم انہیں ناپسند بھی کرتے ہو تب بھی کرو۔ پس یہ وہ اعلیٰ معیار ہے جو اسلام نے عورت کا حق قائم کرتے ہوئے مقرر فرمایا ہے۔

جیسا کہ مَیں نے اسلام سے پہلے کے حالات مختصراً بتائے تھے۔ ان حالات میں اس حق کی طرف نہ صرف مردوں کو توجہ دلانا بلکہ اُس حق کو قائم فرمانا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا تعالیٰ کا ایک مسلمان عورت پر ایک عظیم احسان ہے۔ عرب کے لوگ آپؐ کے اس عمل اور عورت کا حق قائم کرنے کی کوشش کو دیکھ کر بعض دفعہ ٹھوکر کھا جاتے تھے۔ عورتیں بھی یہ دیکھ کر کہ ہمارا حق قائم کروانے والا کوئی ہے، دلیر ہو گئی تھیں۔ حضرت عمرؓ کا واقعہ ہے، کہتے ہیں میری بیوی میرے معاملات میں دخل دیتی تھی تو میں نے اسے ڈانٹا کہ تو کون ہے میرے معاملے میں دخل دینے والی۔ عرب جو ہیں عورت کے اس حق کو کبھی بھی تسلیم نہیں کر سکتے کہ عورتیں مردوں کو مشورہ دیں۔ اس پر حضرت عمرؓ کی بیوی نے انہیں کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اگر انہیں مشورہ دے سکتی ہیں اور دیتی ہیں اور آپؐ انہیں نہیں روکتے تو تم مجھے روکنے والے کون ہوتے ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب فی الایلاء واعتزال النساء وتخییرھن......، حدیث نمبر 3692)

تو یہ جرأت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیم اور عمل سے عورتوں میں پیدا کی تھی۔

پھر عرب جو تھے عورتوں کے معاملے میں اتنے سخت تھے کہ اگر عورت سے غلطی ہو جائے تو مار پیٹ لیتے تھے۔ آج کل بھی یہ بڑا رواج ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ان مغربی ملکوں میں بھی کئی عورتیں مردوں کے سلوک کے بارے میں مجھے لکھتی ہیں اور اپنے مَردوں کے خوف سے، خاوندوں کے خوف سے بعض صرف اتنا لکھتی ہیں کہ یہ ہمارے حالات ہیں۔ ماریں کھا کھا کر ہم تنگ آ گئی ہیں۔ بچوں پر بھی اب اسکا اثر پڑنا شروع ہو گیا ہے لیکن آپ کو ہم صرف دعا کیلئے لکھ رہے ہیں۔ میرے خاوند کو یہ پتہ نہ چلے کہ مَیں نے یہ خط آپ کو لکھا ہے۔ کیونکہ اگر پتہ لگ گیا تو اسکی اصلاح تو ہوگی نہیں، بجائے اسکے کہ اصلاح ہو مجھے مزید مار کھانی پڑے گی کہ مَیں نے شکایت کی ہے۔ تو بہرحال یہ رواج عربوں میں بڑا عام تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب علم ہوا تو عورتوں کی آزادی اور ان کے حقوق کے سب سے بڑے علمبردار تو آپؐ ہی تھے۔ آپؐ نے فرمایا عورتیں خدا کی لونڈیاں ہیں۔ تمہاری لونڈیاں نہیں۔ ان کو مت مارو۔ اسلام کی ابتدا تھی۔ تربیت کا دور تھا۔ اس بات پر جب مَردوں کو مجبوراً نرمی دکھانی پڑی تو عورتیں اور زیادہ دلیر ہو گئیں۔ گھروں میں پھر عورتوں نے سختی کرنی شروع کر دی۔ ایک نئی طرز کا فساد پیدا ہو گیا کیونکہ تربیت کی کمی تو عورتوں میں بھی تھی۔ پچھلے بدلے بھی انہوں نے اس بات پر اتارنے شروع کر دیئے۔ حضرت عمرؓ جو ذرا جوشیلے تھے آپ نے ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپؐ نے ہمیں عورتوں کو مارنے سے منع فرما دیا ہے اور وہ اس بات پر بڑی دلیر ہو گئی ہیں۔ اب اس نافرمانی کی وجہ سے گھر میں اور اور طرح کے فسادات شروع ہو گئے ہیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر عورت حد سے بڑھتی ہے تو تم اپنے رواج کے مطابق تھوڑا سا مار لیا کرو۔ اُس وقت تک عورتوں کے بارے میں تفصیلی احکامات نہیں اُترے تھے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی تھی۔ لیکن عربوں کو چونکہ پرانی عادت تھی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کو بجائے انتہائی صورت میں استعمال کرنے کے پھر پرانے طریقے پر وہی سلوک کرنا شروع کر دیا۔ عورتوں سے مار دھاڑ کرنی شروع کر دی۔ اس پر مسلمان عورتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کی وساطت سے آپ تک مَردوں کی شکایت پہنچائی۔ اس پر آپؐ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا کہ جو لوگ اپنی عورتوں سے اچھا سلوک نہیں کرتے یا مارتے

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہدایت کے راستوں کو پانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلا قدم جو رکھا ہے
وہ ایمان بالغیب ہے، اور یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے،
یہ ایمان بالغیب ہی ہے جو ایمان میں ترقی کا باعث بنتا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20؍اگست 2010)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ان لوگوں کیلئے جو ذرا ذرا سی بات پر بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہیں،
ان کیلئے انذار بھی ہے کہ اگر تم بے صبری کا مظاہرہ کرو گے، جزع فزع کرو گے
تو اپنی خطائیں معاف کروانے کے موقع کو ضائع کر رہے ہو گے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13؍فروری 2004ء)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

ہیں۔ یادرکھو وہ خدا کی نظر میں یقیناً اچھے نہیں سمجھے جاتے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب فی ضرب النساء، حدیث نمبر 2145)

اسکے بعد پھر عورتوں کے جو حقوق ہیں وہ قائم ہوئے۔ قرآن کریم کے مزید احکامات اترے تو عورتوں نے پھر سُکھ کا سانس لیا۔

ایک دفعہ ایک صحابیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ عورتوں کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ جو خدا تعالیٰ تمہیں کھانے کیلئے دے وہ اُسے کھلاؤ۔ جو خدا تعالیٰ تمہیں پہننے کیلئے دے اسے پہناؤ۔ اسے تھپڑ نہ مارو۔ اسے گالیاں نہ دو۔ اسے گھر سے نہ نکالو۔ (سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب فی حق المرأۃ علی زوجھا، حدیث نمبر 2142)

تو یہ احکامات تھے جو آپؐ نے دیئے۔ میری یہ بات مرد بھی سن رہے ہیں ذرا اپنے جائزے لیں اور اپنی اصلاح کی طرف توجہ کریں کیونکہ اب بہت سارے اس طرح کے Case آنے لگ گئے ہیں۔

عورتیں بھی اپنے فرائض پورے کرنے کی کوشش کریں اور اُن کے ذمّہ جو فرائض ہیں اور مردوں کے حقوق ہیں وہ ادا کریں۔ اور پھر جب سچائی پر قائم ہو جائیں تو پھر اپنے حق کا بے دھڑک مطالبہ کریں۔ پھر ہی ایک پُرامن گھر اور ایک پُرامن معاشرے کی بنیاد پڑ سکتی ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عورتوں پر اس قدر احسان ہیں اور اس قدر باریکی میں جا کر آپؐ نے عورتوں کے جذبات کا خیال رکھا ہے اور ان کے حقوق قائم کئے ہیں کہ ایک مومن عورت تمام عمر بھی آپؐ پر درود بھیجتی رہے اور آپؐ کے احسان کا بدلہ اتارنے کی کوشش کرے تو نہیں اتار سکتی۔ آپؐ نے عورت کے جذبات کا احساس کرتے ہوئے مَردوں سے یہ فرمایا کہ جو لوگ باہر سفر کیلئے جاتے ہیں، انہیں جلدی گھر واپس آنا چاہئے تا کہ بچوں کو تکلیف نہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی ضرورتوں کو پورا کرلے، جس کیلئے اُسے سفر کرنا پڑا ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے رشتہ داروں کا خیال رکھتے ہوئے جلد گھر واپس آجائے۔ (صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب السرعۃ فی السیر، حدیث 3001)

اور ایک شادی شدہ مرد کیلئے قریبی رشتہ دار اسکے بیوی بچے ہیں۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ عورتیں بعض گھروں میں اکیلی بیٹھی رہتی ہیں۔ بیاہ کر نئی لڑکیاں یہاں آئی ہیں، ان ملکوں میں کوئی واقف نہیں ہے، گھر میں بند پڑی ہیں اور ان ملکوں کے موسم بھی ایسے ہیں اس لئے بعض دفعہ ڈیپریشن کا شکار بھی ہو جاتی ہیں اور مرد کام کے بعد اپنے دوستوں میں بیٹھے گپیں مارتے رہتے ہیں۔ تو یہ حق بھی عورت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا۔ مَردوں کو نصیحت فرمائی کہ عورتوں کو ان کا حق دو۔ رشتہ داروں کو ان کا حق دو۔ بچوں کو ان کا حق دو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی سختی سے اس حرکت کو ناپسند فرمایا ہے کہ بیٹھ کے پھر بعد میں گپیں ماری جائیں اور عورت کو چھوڑ دیا جائے۔

پھر آپؐ نے فرمایا کہ جس کے گھر میں لڑکیاں ہوں اور وہ ان کو تعلیم دلوائے، اچھی تربیت کرے تو خدا تعالیٰ قیامت کے دن اُس پر دوزخ حرام کر دے گا۔

(سنن ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی النفقۃ علی البنات، حدیث 1912)

اس بات کو اگر عربوں کی اس حالت کے تناظر میں دیکھیں جس کے بارے میں قرآن کریم نے لکھا ہے کہ جب انہیں لڑکی کی پیدائش کی خبر پہنچتی تھی تو ان کے چہرے سیاہ ہو جاتے ہیں۔ یعنی بعض بڑا غم کرنے لگ جاتے ہیں اور یہ بعض لوگ ان میں سے ایسے تھے جو اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے، زندہ دبا دیتے تھے۔

روایات میں ایسے ہی ایک واقعہ کا ذکر ملتا ہے جو ایک باپ نے اپنی بیٹی کو زندہ زمین میں دبانے کا یا کنوئیں میں پھینکنے کا کیا تھا۔ وہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا رہا تھا۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ میری ایک بیٹی تھی، بڑا پیار تھا اس بیٹی سے، جب وہ میری بات سمجھنے اور چلنے پھرنے کے قابل ہوگئی تو ایک دن مَیں نے اسے اپنے پاس بلایا اور وہ باپ کی محبت میں میرے پاس آگئی۔ اور مَیں اس بچی کو لے کر اپنے خاندان کے کنوئیں کے پاس پہنچا اور اپنی معصوم بچی کو پکڑ کر اس میں پھینک دیا۔ اس شخص نے کہا کہ مجھے اتنا یاد ہے کہ جب مَیں نے اس بچی کو کنوئیں میں پھینکا تو اس کی دل ہلا دینے والی چیخیں تھیں۔ میرے ابّا اور ہائے میرے ابّا کی پکار تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے یہ سن کر بے اختیار آنسو رواں ہو گئے۔ اِس پر ایک شخص وہاں بیٹھا ہوا تھا اُس نے کہا کہ تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غمگین کر دیا ہے۔ اس پر وہ چپ ہو گیا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ اس سے وہ قصہ سنا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ اور روایت میں ہے کہ آنسوؤں کی جھڑی بہہ رہی تھی اور آپکی داڑھی اس سے تر ہو گئی تھی۔

(سنن الدارمی، باب ما کان علیہ الناس قبل المبعث النبیؐ......، حدیث نمبر 2، دار المعرفۃ بیروت 2000ء)

پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا جس شخص کے گھر میں بیٹی ہو وہ اسے زندہ درگور نہ کرے، نہ اسے ذلیل کرے اور نہ بیٹے کو اس پر ترجیح دے، تو اللہ تعالیٰ اسے جنّت میں داخل کرے گا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، ابواب النوم، باب فی فضل من عال یتیماً، حدیث 5146)

کس کس طرح آپ نے ان اُجڈ عربوں کو جو عورتوں کو پاؤں کی جوتی سمجھتے تھے، لڑکی اور عورت کے حقوق کی پہچان کروائی۔

پھر آپؐ نے اپنی وفات سے پہلے مسلمانوں کو جمع کر کے جو نصیحت فرمائی اس میں ایک بات یہ فرمائی کہ میں تمہیں اپنی آخری وصیت یہ کرتا ہوں کہ عورتوں سے ہمیشہ حسنِ سلوک کرتے رہنا۔

(سنن ترمذی، کتاب الرضاع، باب ما جاء فی حق المرأۃ علی زوجھا، حدیث 1163)

ایسے ایسے عظیم احسانات اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں پر کئے ہیں کہ جیسا کہ مَیں نے کہا عورت کبھی ان احسانوں کا شکر ادا نہیں کر سکتی۔ گو اسکا حق تو ادا نہیں ہو سکتا لیکن کوشش ضرور کرنی چاہئے کہ اس کا حق ادا کیا جائے۔ پس کوشش کس طرح ہونی چاہئے۔

آج ہر عورت کا یہ فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کے اس احسان پر جو ایک مسلمان عورت پر ہوا ہے، شکر گزاری کے جذبات سے پُر رہے اور یہ شکر گزاری کس طرح ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسول کے اس قدر احسانات کا شکر اس وقت ایک عورت ادا کر سکتی ہے جب ایک عورت، خاص طور پر ایک احمدی عورت اپنے فرائض کو سمجھتے ہوئے انہیں بجا لائے کیونکہ اس پر دوہری ذمہ داری ہے۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کی بھی بیعت کی ہوئی ہے جنہوں نے اس زمانے میں پھر عورت کا حق قرآن اور سنّت کی روشنی میں قائم فرمایا۔

ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی۔" فرمایا کہ "مختصر الفاظ میں بیان فرما دیا ہے: وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ (البقرة: 229) کہ جیسے مَردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں ویسے ہی عورتوں کے مَردوں پر ہیں۔ بعض لوگوں کا حال سنا جاتا ہے کہ ان بیچاریوں کو پاؤں کی جوتی کی طرح جانتے ہیں اور ذلیل ترین خدمات ان سے لیتے ہیں۔ گالیاں دیتے ہیں۔ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور پردہ کا حکم ایسے ناجائز طریق سے برتتے ہیں کہ ان کو زندہ درگور کر دیتے ہیں۔"

(ملفوظات، جلد سوم صفحہ 300 جدید ایڈیشن)

پردہ کا حکم تو ہے ایک عورت کیلئے اور اس کی پابندی کرنا بھی عورت کیلئے ضروری ہے۔ لیکن بعض لوگ عورت کو گھر سے باہر نہیں نکلنے دیتے۔ یا اس طرح سختی سے اس کا منہ لپیٹتے ہیں کہ اس کیلئے چلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ تو اگر سر ڈھانپا جائے، حجاب پورا لیا جائے، لباس ٹھیک طرح ہو جس سے زینت ظاہر نہ ہوتی ہو تو یہ پردہ ہے جو حقیقت میں ہر احمدی عورت کو کرنا چاہئے۔ اس کی ایک پہچان اس سے نظر آتی ہو۔ عام عورت اور احمدی عورت میں ایک فرق ہونا چاہئے لیکن دوسری طرف جو سختی ہے اس سے بھی بچنے کا حکم ہے۔

پھر فرمایا کہ "چاہئے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا سلوک ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاقِ فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں اگر ان ہی سے اسکے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کیلئے اچھا ہے۔"

(ملفوظات، جلد سوم، صفحہ 300-301، جدید ایڈیشن)

پھر آپ نے فرمایا کہ "بیوی کے ساتھ جس کا چال چلن عمدہ اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں؟ دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کر سکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو۔ نہ یہ کہ ہر ادنیٰ بات پر زدوکوب کرے۔"

(ملفوظات، جلد اول، صفحہ 403، جدید ایڈیشن)

پس دیکھیں کس کس طرح مردوں کو نصیحت کر کے آپ نے عورت کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا اب عورت کا، ایک احمدی عورت کا فرض بنتا ہے کہ ان حقوق کے قائم ہونے کی شکر گزاری کے طور پر اپنے فرائض پورے کرے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مومن عورتوں اور مومن مردوں کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلائی ہے۔ بعض احکامات میں عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ بعض احکامات میں مرد اور عورت دونوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ بعض احکامات صرف مومنین کیلئے ہیں لیکن عورتیں بھی اس میں شامل ہوتی ہیں، لفظ صرف مومنین کا استعمال ہوا ہے۔ پس ان احکامات پر عمل کرنا جو قرآن کریم میں دیئے گئے ہیں ایک احمدی عورت کے فرائض میں شامل ہے اور اس کی طرف ہر احمدی عورت کو توجہ دینی چاہئے۔

پس پہلی بات جو آپ کے، ایک احمدی عورت کے فرائض میں داخل ہے کہ کس طرح آپ شکر گزاری کر سکتی ہیں یہ ہے کہ عبادت کی طرف توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کا مقصدِ پیدائش جو بتایا ہے وہ عبادت ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ مرد عبادت کریں اور عورتیں نہ کریں بلکہ عورتوں کو بھی عبادت کی طرف اسی طرح توجہ دلائی ہے جس طرح مردوں کو توجہ دلائی ہے۔ سب سے بڑی شکر گزاری یہی ہے جو اس بات کی طرف توجہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والی ہو وہی حقیقی شکر گزار ہے۔ یہ عبادتیں ہی ہیں جو آپ کی نسلوں کو بھی خدا تعالیٰ کے قریب لانے والی بنائیں گی۔ انہیں بھی اپنے خدا کی پہچان کروائیں گی۔ اور یہ عبادتیں ہی ہیں جو آپ کی دنیا و عاقبت سنوارنے والی بنائیں گی۔ آپ کی دعائیں اور صدقات ہیں جو مردوں کی طرف سے ملنے والی بہت سی ابتلاؤں اور پریشانیوں سے آپ کو بچاتی ہیں۔ پس اس طرف بہت توجہ دیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیات میں سے عبادت کرنے والی کئی ایسی صحابیات تھیں جو مَردوں کو بہت پیچھے چھوڑ گئی تھیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے عبادتوں میں بڑھنے والی عابدات عطا فرمائیں۔ پس پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا کرنے کیلئے اپنی عبادت کے معیار بلند کرتے چلے جانے والی بنیں اور اسکی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے دوسرے احکامات ہیں جن کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔ ان پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ پس ہر عورت کو یہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ، قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ اور اس میں دیئے گئے احکامات کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ہر عورت پر فرض ہے۔ ہر احمدی عورت پر فرض ہے، بلکہ عورتیں قرآن کریم پر غور کرنے والی اور اسکے احکامات پر عمل کرنے والی ہوں گی تو زیادہ احسن رنگ میں جماعتی ترقی میں کردار ادا کر سکتی ہیں کیونکہ ان کی گودوں میں پلنے والے بچے بھی پھر اسی رنگ میں رنگین ہوں گے جس میں وہ ہوں۔ پس اس طرف بہت توجہ دیں۔

بعض دفعہ بعض عورتوں کی باتیں سن کر یا خطوں میں پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ہم نے تو فلاں فلاں نیک کام کی طرف توجہ کی تھی یا ہم کرنا چاہتی تھیں، جماعت سے تعلق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

زندگی بخش جامِ احمد ہے | کیا ہی پیارا یہ نام احمد ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا | سب سے بڑھ کر مقامِ احمد ہے

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

باغِ احمد سے ہم نے پھل کھایا | میرا بستاں کلامِ احمد ہے
ابنِ مریمؑ کے ذکر کو چھوڑو | اُس سے بہتر غُلامِ احمد ہے

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

رکھنا چاہتی ہیں، اجلاسوں پر جانا چاہتی ہیں، قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرنا چاہتی ہیں لیکن ہمارے خاوند ہمارے راستے میں روک بن جاتے ہیں۔ حالانکہ ان عورتوں میں سے اکثریت ایسی عورتوں کی ہوتی ہے کہ جو دنیاوی معاملات ہیں ان میں وہ عورتیں مَردوں کے سامنے کھڑی ہو جاتی ہیں۔ دین کے حق لینے کیلئے کیوں کھڑی نہیں ہو سکتیں۔ یہ نفس کے بہانے ہوتے ہیں۔ اس سے بچنا چاہئے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے اپنے پر احسانوں کی جگالی کرتی رہیں تو پھر کبھی یہ بہانے نہ بنائیں۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ دین کے معاملہ میں ہمیشہ ایک احمدی عورت کو غیرت دکھانی چاہئے۔ اور جن گھروں میں دین کی غیرت کے مظاہرے ہوں گے وہ گھر کبھی خدا تعالیٰ کی نعمتوں سے خالی نہیں ہوں گے۔ اسلام کی تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جہاں عورتوں نے دین کے مقابلے میں دنیا کو ہیچ سمجھا۔ حضرت عمرؓ کے قبولِ اسلام کا یہ مشہور واقعہ ہے آپ کے اسلام لانے کی وجہ بھی ایک عورت بنی تھی۔ جس نے مرنا گوارا کر لیا، جس نے اپنے بھائی کے مقابلے پر کھڑے ہو کر زخمی ہونا گوارا کر لیا اور زخمی ہو گئی لیکن اپنے خاونداور دین کی تعلیم دینے والے کو بچا لیا۔ اور پھر حضرت عمرؓ کی بہن کا یہی زخم اور خون جو تھا حضرت عمرؓ کے دل کی نرمی کا باعث بن گیا۔ اور نتیجۃً آپؓ کے اسلام قبول کرنے کا باعث بنا۔ (ماخوذ از اسد الغابۃ، جلد 6، ذکر ''فاطمہ بنت الخطاب'' صفحہ 223 دار الفکر بیروت ایڈیشن 2003ء)

پس اگر مصمّم ارادہ اور پختہ ارادہ ہو تو عورتیں انقلاب لانے کا باعث بن جاتی ہیں۔ آج کل کی دنیا میں دین کی تعلیم کا حصول اسی طرح عورت کیلئے ضروری ہے جس طرح مردوں کیلئے ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو عورتیں اور لڑکیاں اس طرف توجہ کرتی ہیں، ان کی کوششوں کے بہترین پھل لگتے ہیں۔ بعض دفعہ مجھ سے یہ اجازت لی جاتی ہے کہ لجنہ میں مردوں کو لیکچر دینے کیلئے اجازت دی جائے کیونکہ عورتیں اس قابل نہیں۔ تو عورتوں کو اس قابل بننا چاہئے کہ مَردوں کے اوپر وہ انحصار نہ کریں بلکہ خود ان کا علم ایسا ہو کہ وہ آگے پڑھا سکیں اور جن جن جماعتوں نے اور جن لجنات نے کوشش کی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بعض دفعہ عورت کے مشورے جو ہیں مرد سے زیادہ صائب ہوتے ہیں، زیادہ بہتر ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے وقت آپؐ کی حرم اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا جو تھیں، اُن کا مشورہ تھا جس کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ غم دور ہوا کہ صحابہ اطاعت نہیں کرتے۔ جب صلح حدیبیہ ہوئی تو صحابہ کے خیال میں بعض ایسی شرائط پر صلح ہوئی کہ ایک عام آدمی کی حیثیت سے اور پھر عرب مزاج کے لحاظ سے ان کی غیرت ان شرائط کو گوارا نہیں کر رہی تھی۔ صلح کی شرائط پر دستخط کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی قربانیاں ذبح کرو تو باوجود آپ کے تین دفعہ یہ ارشاد فرمانے کے صحابہ اپنی جگہ پر بیٹھے رہے اور انتہائی غم کی حالت میں بیٹھے رہے۔ صحابہ کے غم کی یہ حالت اس لئے تھی کہ جن شرائط پر صلح ہوئی تھی، یہ شرائط مسلمانوں کی کمزوری پر دلالت کرتی تھیں۔ جبکہ وہ صحابہ جو تھے وہ تو اپنے بہادری کے جوہر دکھانے کیلئے آئے تھے اور پھر اس کیلئے بیتاب تھے۔ لیکن جو فتح اللہ تعالیٰ کا نبی دیکھ رہا تھا وہ صحابہ کو نظر نہیں آ رہی تھی۔ بہر حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو قربانی کا حکم دیا اور اس پر صحابہ کا کسی قسم کا ردّ عمل ظاہر نہ ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت صدمہ پہنچا اور آپ صدمے کی حالت میں اپنے خیمہ کے اندر گئے۔ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپؐ کی حالت دیکھ کر عرض کی کہ آپؐ کے صحابہ جو ہیں نافرمان نہیں ہیں بلکہ غم کی حالت میں ہیں۔ آپ کچھ کہے بغیر اپنی قربانی ذبح کر دیں اور سر منڈوالیں۔ تو آپؐ نے باہر جا کر یہی کیا اور آپؐ کا یہ عمل دیکھ کر صحابہؓ اس طرح لگے جس طرح سوتے سے جاگ گئے ہیں اور فوراً قربانیوں کے گلوں پر چھریاں پھرنے لگیں اور سر منڈوانے لگے۔

(بخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجھاد و المصالحۃ مع اھل الحرب، حدیث 2731-2732)

تو یہ ایک عورت کا ایک انتہائی صائب مشورہ تھا جو دین بھی جانتی تھی اور صحابہ کے اخلاص و وفا کا بھی اسے پتہ تھا۔ اس کا گہرا مشاہدہ تھا کہ مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرتے ہیں۔ یہ عورت ہی تھی جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا یعنی حضرت خدیجہؓ۔ آپ نے صرف خاوند ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے بھی آپکی مدد کیلئے مالی قربانی کی۔ یہ عورتیں ہی تھیں جو مردوں کو جہاد کرتے دیکھ کر حسد کرتی تھیں کہ ہم کس طرح اس ثواب میں شامل ہو سکتے ہیں۔ ہم کس طرح اس جہاد کا ثواب لے سکتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا کہ کیا اُن کے پیچھے جو اُن کے گھروں کی ہم نگرانی کرتی ہیں ہم اس ثواب میں حصہ دار بن جائیں گی یا نہیں۔ پھر عورتیں ہی تھیں جن کے سامنے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مالی قربانی کی تحریک کرتے ہوئے حضرت بلالؓ کو چادر پھیلانے کیلئے کہا تو مختلف قسم کے زیورات اور چیزوں کے اس چادر پر ڈھیر لگ گئے۔ (بخاری، کتاب العیدین، باب موعظۃ الامام النساء یوم العید، حدیث 979)

یہ عورت ہی تھی جس کو نہ اپنے باپ کے مرنے کا غم تھا۔ نہ اپنے خاوند کے مرنے کا غم تھا۔ نہ اپنے بھائی کے مرنے کا غم تھا۔ فکر تھی تو صرف یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ اور جب آپ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو کہا اب مجھے کسی کے مرنے کا کوئی غم نہیں ہے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام غزوہ احد شان عاصم بن ثابت، صفحہ 545، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001)

پس یہ وہ عورتیں تھیں جو سمجھتی تھیں کہ ہمارے حقیقی حقوق دلانے والے، ہماری آزادی کا نعرہ لگانے والے تو اللہ تعالیٰ کے یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ایسی پیاری تعلیم لے کر آئے ہیں کہ جس نے ہمیں ایک مقام دلوا دیا ہے۔ پس اگر آپ زندہ ہیں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں، اور یہ دین زندہ ہے اور ہمارا ہمیشہ رہنے والا اور زندہ خدا ہمارے ساتھ ہے تو پھر ہمیں کسی بات کی پرواہ نہیں ہے۔ غرض کہ قرونِ اولیٰ کی صحابیات کے اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی اس حقیقت کو سمجھنے والی بے شمار خواتین تھیں جنہوں نے قربانیوں کے معیار قائم کئے۔ حضرت امّاں جانؓ کی قربانیاں ہیں۔ جلسے پر مہمانوں کیلئے اپنی ساری جمع پونجی، اپنا سارا زیور جو تھا وہ دے دیا تا کہ مہمانوں کی مہمان نوازی ہو جائے اور کسی قسم کا شکوہ یا فکر کا اظہار نہ ہوا۔ صرف اس لئے نہیں کہ میرے خاوند کو ضرورت ہے بلکہ اس لئے کہ مسیح محمدی کے لنگر کیلئے مہمانوں کی مہمان نوازی کیلئے ضرورت ہے تا کہ مہمانوں کو کوئی پریشانی نہ ہو۔ یہ قربانی دین کا علم ہونے، ایمان پر قائم ہونے اور شکر گزاری کے جذبات کی وجہ سے تھی۔ (اصحاب احمد جلد چہارم، روایات حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی، صفحہ 183، روایت نمبر 80، جدید ایڈیشن)

اسی طرح جماعت میں بے شمار مثالیں ایسی قربانیوں کی ملتی ہیں۔ حضرت اُمّ ناصر جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی بیوی تھیں، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی والدہ تھیں، اُنہوں نے اُس زمانے میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے الفضل کا اجراء فرمایا (آپؓ کی خلافت سے پہلے کی بات ہے) تو اپنا زیور اس کام کیلئے پیش کیا۔ اس پر حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ''اس حسن سلوک نے نہ صرف مجھے ہاتھ دیئے ہیں جن سے میں دین کی خدمت کرنے کے قابل ہوا اور میرے لئے زندگی کا ایک نیا ورق اُلٹ دیا بلکہ ساری جماعت کی زندگی کیلئے بھی ایک بہت بڑا سبب پیدا کر دیا۔'' (روزنامہ الفضل قادیان 28؍دسمبر 1939ء خلافت جوبلی نمبر صفحہ 77-78)

کیوں؟ اس لئے کہ آپ قربانی کرنا جانتی تھیں۔ قربانی کی حقیقت جانتی تھیں۔ اور آپ یہ جانتی تھیں کہ ہماری عزت، ہماری بقا اسلام اور احمدیت میں ہے۔ اور اس شکر گزاری کے طور پر اگر ہم اپنا سب کچھ بھی قربان کر دیں تو پھر بھی حق ادا نہیں کر سکتے۔

اور یہ صرف پرانی باتیں نہیں ہیں بلکہ آج بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے اس حقیقت کو سمجھنے والی پاک فطرت اور تقویٰ پر چلنے والی بڑی عمر کی خواتین بھی ہیں اور نوجوان بھی ہیں، جو دین کو دنیا پر مقدم کرنا جانتی ہیں۔ جو مغربی معاشرے میں رہنے کے باوجود دین سے چمٹی ہوئی ہیں۔ جو اپنے خونی رشتوں کے بجائے احمدیت کے حقیقی رشتے کو قائم رکھنا جانتی ہیں۔

گزشتہ دنوں مجھے ایک نوجوان بچی ملی جس کا رو رو کر برا حال تھا۔ اس کو بہت زیادہ غم تھا کہ میرا باپ مرتد ہو گیا ہے۔ غم اس لئے نہیں تھا کہ باپ سے مَیں کچھ لوں گی۔ نہیں، بلکہ اس لئے غم تھا کہ اس کا دین ضائع ہو گیا۔ لیکن اس نے ساتھ ہی بڑے عزم سے یہ کہا کہ مَیں اپنے دین پر قائم ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ قائم رہوں گی اور میں یہ دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے اس باپ کے بدلے میں ایک قوم آپ کو عطا فرمائے۔ تو اس طرح کا جذبہ رکھنے والی بچیاں بھی اس زمانے میں اور ان ملکوں میں رہنے والی ہیں۔

پس یہ آج کے زمانے کی مغرب میں رہنے والی نوجوان بچیاں ہیں جو اسلام کی خوبیوں کو جانتی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے احسانات کو جانتی ہیں۔ جو جانتی ہیں کہ اگر وہ رب العالمین کی پناہ میں رہیں گی تو ان کے وہ حقوق قائم ہوں گے جو ان کا باپ یا کوئی خونی رشتہ دار بھی قائم نہیں کر سکتا۔ جو جانتی ہیں کہ خدا تعالیٰ کی خاطر خلافت سے محبت ہم نے کرنی ہے تا کہ ہم ہمیشہ اس مضبوط کڑے کو پکڑے رہیں اور ہمیشہ عافیت کے حصار میں رہیں جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم پکڑے رہو گے تو محفوظ رہو گے۔

پس ہر احمدی عورت ہمیشہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے احسانوں کی شکر گزاری کا حق ادا کرنے کیلئے ہم نے قرآن کریم کی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنا ہے۔ اپنے گھروں میں رائج کرنا ہے۔ اپنی نسلوں میں جاری رکھنا ہے۔ اور یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک اس پر غور کرنے اور سمجھنے کی کوشش نہیں کریں گی تا کہ اپنے حقوق جاننے کے بعد ان فرائض کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ پیدا ہو جو قرآن اور اسلام آپ سے چاہتا ہے۔

پس آج ایک عزم کے ساتھ ایک عہد کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حقوق قائم کر کے جو ہم پر احسان فرمایا ہے اور خلافت کے انعام سے ہمیں نوازا ہے، ہمارے سے ہمدردی رکھنے والا اور ہمارے حقوق کے قائم کرنے کی کوشش کرنے والا ایک ذریعہ ہمارے لئے بنایا ہے، ہم اس انعام کے شکرانہ کے طور پر اپنا سب کچھ اسلام اور احمدیت کے راستے میں قربان کرنے کیلئے تیار ہیں۔ یہ عہد کریں کہ اپنے بچوں کو بھی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے ساتھ جوڑے رکھنے کیلئے ہر ممکن کوشش کرتی چلی جائیں گی۔ اپنے میں اور اپنے بچوں میں خلافت سے تعلق اور وفا میں بڑھتی چلی جائیں گی۔ اور اپنی نسلوں میں اس وفا کی ایسی جاگ لگائیں گی جس کی وجہ سے قیامت تک وہ اخلاص و وفا کے نمونے دکھلاتی چلی جائیں تا کہ تمام دنیا پر اس اکائی کی وجہ سے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی حکومت قائم ہو۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کرلیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 15؍اپریل 2011)

......☆......☆......☆......

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کرکے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات : روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

Near Railway Gate, Soro, Balasore-45, ODISHA

Prop. : Sk. Ishaque, Con. No. 7873776617, 9778116653, 9937080096

Zaid Auto Repair

زید آٹو رِپیئر

Mob. 9041492415 - 9779993615

Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles

Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station

Harchowal Road, White Avenue Qadian

طالبِ دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

مغرب ہو یا مشرق ہر ملک نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا نشان دیکھا

آپؑ کی زندگی کے بعد آپ کے خلفاء اور غلاموں کے ذریعہ بھی نشانات ظاہر ہو رہے ہیں

خلافت احمدیہ کا قیام خود ایک عظیم نشان ہے، 100 سال سے خدا تعالیٰ نے خلافت احمدیہ کو نہ صرف قائم رکھا بلکہ مضبوط سے مضبوط تر کیا

خلافت احمدیہ کی پہلی صدی مکمل ہونے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنے کا کام ختم نہیں ہو گیا بلکہ نئی صدی ہماری ذمہ داریاں بڑھا رہی ہے اس لئے پہلے سے زیادہ درود بھیجیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محسن انسانیت ثابت کر کے ساری دنیا کو ہم نے درود بھیجنے والا بنانا ہے تاکہ ساری دنیا اللہ کی رحمتوں کی وارث ہو دعاؤں کے ساتھ اور درود بھیجتے ہوئے پہلے سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کے پیغام کو پہنچانا ہمارا فرض ہے

خدا اپنے وعدوں کے مطابق مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام مخالفین کو نابود کر دے گا، یہ صدیوں کی نہیں بلکہ دہائیوں کی بات ہے

حدیقۃ المہدی (آلٹن) میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے 42ویں جلسہ سالانہ کے تیسرے روز 27؍جولائی 2008ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز، ولولہ انگیز اختتامی خطاب

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ۔ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ (المجادلہ:22) خدا نے یہ لکھ چھوڑا ہے کہ مَیں اور میرا پیغمبر غالب رہیں گے۔ خدا بڑی طاقت والا اور غالب ہے۔ یہ قرآن کریم کی آیت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی متعدد مرتبہ یہ الہام ہوا۔ بعض دفعہ دوسرے عربی الہامات کے ساتھ، بعض دفعہ صرف اتنا حصہ کہ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اور اسکے ساتھ بعض دوسرے الہامات ہوئے۔

پہلی مرتبہ آپ کو یہ الہام 1883ء میں ہوا یعنی آپ کے باقاعدہ بیعت لینے سے 6 سال قبل۔ اور پھر اس کے بعد 1900ء میں اس کا ذکر ملتا ہے۔ پھر اس کے بعد کئی دفعہ ہوا۔ اور 1903ء سے لے کر 1906ء تک بڑی کثرت سے یہ الہام ہوا۔ گویا ایک تکرار سے اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ آپ کا غلبہ ہے۔ دشمن چاہے جتنا بھی زور لگا لے آخری فتح انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی ہے۔

1883ء میں جب آپ کو الہام ہوا تو اس سے پہلے کے الہام میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا ’’رُفِعْتَ وجُعِلْتَ مُبَارَکًا‘‘ کہ ’’تُو اُونچا کیا گیا اور مبارک بنایا گیا۔‘‘

اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ۔ یعنی جو لوگ ان برکات اور انوار پر ایمان لائیں گے کہ جو تجھ کو خدائے تعالیٰ نے عطا کئے ہیں اور ایمان انکا خالص اور وفاداری سے ہوگا تو ضلالت کی راہوں سے امن میں آجائیں گے اور وہی ہیں جو خدا کے نزدیک ہدایت یافتہ ہیں۔ (براہین احمدیہ ہر چہار حصص، روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 667)

پس یہ ہر طرح کی تسلّی تھی جو خدا تعالیٰ نے آپ کو فرمائی کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار و برکات آپؑ کے اس غلام صادق کے ذریعہ جاری ہونے ہیں اور یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُس دُرود بھیجنے کی وجہ سے ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تسلسل سے آپؐ پر بھیجا۔ یہ دُرود بھیجنے سے اس مقام کے ملنے کی وضاحت بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فرمائی ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے قُرب کا یہ مقام دیتے ہوئے یہ واضح بھی فرمایا اور آئندہ کیلئے بھی یہی نسخہ بتایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس الہام سے بھی واضح ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا۔ حِبُّ اللّٰہِ۔ خَلِیْلُ اللّٰہِ۔ اَسَدُ اللّٰہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ’’……یعنی دوستِ خدا ہے۔ خلیل اللہ ہے۔ اسد اللہ ہے۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر دُرود بھیج۔‘‘ (براہین احمدیہ ہر چہار حصص، روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 666)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارہ میں فرماتے ہیں ’’یعنی یہ اس نبی کریمؐ کی متابعت کا نتیجہ ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ ہر چہار حصص، روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 666)

پس جس کو اللہ تعالیٰ نے ایسے اعزازات سے نوازا ہو اُس سے ہی اب تمام انوار و برکات وابستہ ہیں۔ اور وہی ایک اللہ کا پیارا ہے، اللہ کا دوست، اللہ کا شیر ہے۔ جسکے ساتھ جڑے رہنے سے تمام اندھیرے دور ہونے ہیں۔ ایمان کی شمع روشن ہونی ہے۔ اور امن کی ضمانت ملنی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ یونہی نہیں مل جانا۔ بلکہ ایمان خالص ہو، کسی قسم کا کھوٹ نہ ہو، دنیا کی ملونی نہ ہو، وفا اور اخلاص ہو۔ پس یہ پیغام ہے جو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا جس پر جہاں آپ کے ماننے والوں کیلئے عمل کرنا ضروری ہے وہاں اُن کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ اس پیغام کو دنیا تک بھی پہنچائیں۔ باقی جہاں تک آپ کے غلبے اور آپکی جماعت کی ترقی اور آپ کی عزت پر دشمن کے ہاتھ ڈالنے کا تعلق ہے۔ اس بارہ میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس الہام میں بھی اور اسکے علاوہ بھی بے شمار الہامات میں آپ کو تسلّی دی ہوئی ہے کہ یقیناً آپکا اور آپ کے ماننے والوں کا غلبہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور نصرتیں آپ کے اور آپ کی جماعت کے ساتھ ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں: ’’سچا خدا جس سے پیار کرتا ہے اُسکی تائید کرتا ہے کیونکہ وہ خدا فرماتا ہی کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ‘‘ (المجادلہ: 22) (ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 716، جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’یہ خدا تعالیٰ کی سنّت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ (المجادلہ:22) اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اسکا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اسکی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔‘‘ (الوصیت، روحانی خزائن، جلد نمبر 20، صفحہ 304)

پھر فرمایا: ’’خدا تعالیٰ اپنے بندوں کا حامی ہو جاتا ہے۔ دشمن چاہتے ہیں کہ ان کو نیست و نابود کر دیں۔ مگر وہ روز بروز ترقی پاتے ہیں اور اپنے دشمنوں پر غالب آجاتے ہیں جیسا کہ اسکا وعدہ ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ یعنی خدا تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ مَیں اور میرے رسول ضرور غالب رہیں گے۔‘‘ (ملفوظات، جلد سوم، صفحہ 221-220، جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان اقتباسات سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ انبیاء وقت رخصت اپنے اس کام کو مکمل کر کے جاتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے ان کے سپرد کیا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی بھی اس بات کی گواہ ہے کہ آپ کے مقابل پر جو مخالف بھی آیا اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل و رسوا کر دیا۔ اگر کوئی مسلمان علماء میں سے کھڑا ہوا تو وہ ذلیل ہو گیا۔ اگر کوئی غیر مذاہب میں سے کھڑا ہوا تو اس کو اللہ تعالیٰ نے عبرت کا نشان بنا دیا۔ اگر لیکھرام کھڑا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اسے عبرت کا نشان بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی سچائی ثابت کر دی۔ عبداللہ آتھم مقابلہ پر آیا یا اس نے آنے کی کوشش کی تو اسے نشان بنا دیا۔

یہاں اس ملک میں بھی پادری پگٹ کو چیلنج دیا تو اسے بھی نشان بنا دیا۔ وہی لوگ جو اسکے سامنے اسے خدا کہتے ہوئے سجدہ ریز ہو گئے تھے جس نے اپنے زعم میں دنیا کی حفاظت کیلئے کشتی نوح بنائی تھی اور ایک اشتہار میں اسکا ذکر کیا تھا، جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسکا پتا چلا تو آپ نے فرمایا: ’’اب ہماری سچی کشتی نوح جھوٹی کشتی نوح پر غالب آجائے گی۔‘‘ (البدر نمبر 4، جلد اول، مؤرخہ 21؍نومبر 1902ء، صفحہ 29)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے دعویٰ کے خلاف ایک اشتہار لکھا اور اسے انگلستان کے اخباروں میں شائع کروایا۔ ایک اخبار ’’سنڈے سرکل‘‘ لندن نے 14 فروری 1903ء کی اشاعت میں بھی اس اشتہار کو شائع کیا اور اس اشتہار کے شائع کرنے سے پہلے اس اخبار نے اس عنوان کے تحت خبر بھی لکھی کہ ’’سب سے آخری مسیح اور پادری پگٹ کا ایک ہندوستانی حریف۔‘‘ (بحوالہ تاریخ احمدیت، جلد 2، صفحہ 255، مطبوعہ ربوہ) بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسکے تباہ و برباد ہونے کی خبر دی تھی۔ وہی پگٹ جو ان دنوں میں اپنے عروج پر پہنچا ہوا تھا عیسائیوں کی مخالفت کا سامنا نہ کر سکا اور چھپتا پھرتا تھا اور اس طرح دنیا نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی کشتی نوح کے غالب آنے کا نظارہ دنیا نے دیکھا۔

پھر امریکہ میں ایک شخص کھڑا ہوا جس نے بہت سی تعلّیاں کیں جس نے نبوّت کا دعویٰ بھی کیا اور اخبار میں یہ اعلان شائع کروایا کہ ’’مَیں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ دن جلد آوے کہ اسلام دنیا سے نابود ہو جائے۔ اے خدا تُو ایسا ہی کر۔ اے خدا اسلام کو ہلاک کر دے۔‘‘ (بحوالہ مجموعہ اشتہارات، جلد دوم، صفحہ 686، مطبوعہ ربوہ)

پھر اور بھی اُس نے بہت کچھ کہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسے مباہلہ کا چیلنج دیا اور فرمایا تم اپنے خدا سے دعا کرو اور ہم اپنے خدا سے دعا کرتے ہیں۔ پھر دیکھتے ہیں کہ کون کس پر غالب آتا ہے۔ لیکن وہ جواب نہیں دیتا تھا۔ آپ نے یہ اعلان فرمایا تھا کہ جھوٹا جو ہے وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہوگا۔ اور پھر وہ طبعی موت بھی ہوگی۔ یہ نہیں کہ کسی حادثہ میں یا کوئی جان بوجھ کر ماردے۔ بہرحال وہ جواب نہ دیتا رہا۔ لیکن لوگوں کے مجبور کرنے پر پھر ڈوئی نے اپنے اخبار ''Leaves of Healing'' کے 27/دسمبر 1903ء کے شمارہ میں پہلی مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا اور وہ بھی اس درجہ حقارت کے ساتھ کہ اُسے اپنی روز بروز بڑھتی ہوئی طاقت اور قوت اور دولت اور حشمت جو تھی اس پر اور اپنے مریدوں کی کثرت پر بڑا غرور تھا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

"In India there is a Mohammadan Messiah who keeps on writing to me that Jesus burried in Kashmir. People ask me why do I not send him the necessary reply?. Do you think that I should answer such gnats and flies?. If I were to put my foot on them, I would crush them to death. The fact that I merely give them a chance to fly away and servive."

(Leaves of Healing , December 27,1903)

یعنی ہندوستان میں ایک محمدی مسیح ہے جو مجھے بار بار لکھتا ہے کہ مسیح یسوع کی قبر کشمیر میں ہے۔ اور لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تو اس کا جواب کیوں نہیں دیتا۔ مگر کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں ان مچھروں اور مکھیوں کو جواب دوں گا۔ اگر میں اِن پر اپنا پاؤں رکھوں تو میں ان کو کچل کر مار ڈالوں گا۔ دراصل میں ان کو کہیں اُڑ جانے اور بچ جانے کا موقع دے رہا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 20/فروری 1907ء کو ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں بیان کیا کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ ایک ایسا نشان ظاہر ہونے والا ہے جو تمام دنیا کیلئے ہوگا۔ چنانچہ آپ بیان کرتے ہیں کہ ''خدا فرماتا ہے کہ میں ایک تازہ نشان ظاہر کروں گا جس میں فتح عظیم ہوگی۔ وہ عام دنیا کیلئے ایک نشان ہوگا اور خدا کے ہاتھوں سے اور آسمان سے ہوگا۔ چاہئے کہ ہر ایک آنکھ اس کی منتظر رہے کیونکہ خدا اس کو عنقریب ظاہر کرے گا تا وہ یہ گواہی دے کہ یہ عاجز جس کو تمام قومیں گالیاں دے رہی ہیں اُس کی طرف سے ہے۔ مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھاوے۔ المشتہر میرزا غلام احمد مسیح موعود۔ مشتہرہ 20/فروری 1907ء'' (قادیان کے آریہ اور ہم، روحانی خزائن، جلد20، صفحہ418)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اشتہار کے چند دنوں بعد ہی 9/مارچ 1907ء کو الیگزینڈر ڈوئی صبح کے قریباً 8 بجے فوت ہوگیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مباہلے کے تحت اس کا انجام نہایت ہی عبرتناک ہوا۔ اس طرح ڈوئی کی عبرتناک ہلاکت نے اسلام کی سچائی پر مہر لگا دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسکی ہلاکت کو اپنی صداقت اور اسلام کی سچائی کا ایک بہت بڑا نشان اور فتح عظیم قرار دیا۔ چنانچہ ڈوئی کی وفات کے تھوڑے ہی دنوں بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اشتہار تحریر فرمایا جس میں ڈوئی کے ساتھ خط و کتابت اور مباہلے کی تفصیل کا بھی ذکر فرمایا۔

اسکی وفات پر 10/مارچ 1907ء کو ایک اخبار شکاگو ٹریبیون (ChicagoTribune) نے لکھا کہ ڈوئی کل سات بجکر 40 منٹ پر شیلو ہاؤس میں مرگیا۔ خاندان کا کوئی فرد بھی موجود نہ تھا...... یہ خود ساختہ پیغمبر بغیر کسی اعزاز کے اور بالکل کسمپرسی میں مر گیا...... وہ آدمی جس نے دوسروں کو شفا دینے کا پیشہ اختیار کیا وہ خود کو شفا نہ دے سکا۔ والوا اس شخص کے گھر تک نہ گیا جس نے اسکو یہ رتبہ دیا تھا اور ...... والوا ڈوئی کے جنازے کی عبادت میں بھی شامل نہ ہوا۔

اخبار 'بوسٹن ہیرلڈ' نے 23/جون 1907ء کو ایک پورا صفحہ ڈوئی کی پیشگوئی کی تفاصیل پر شائع کیا جس کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کا ایک بڑا عکس بھی شائع کیا اور مندرجہ ذیل عنوان کے تحت مضمون کو شروع کیا:

''GREAT IS MIRZA GHULAM AHMAD

THE MESSIAH FORETOLD

PATHETIC END OF DOWIE''

یعنی عظیم ہے مرزا غلام احمد۔ وہ مسیح جنہوں نے ڈوئی کے بدانجام کی پیشگوئی کی تھی۔

"Great is Mirza Ghulam Ahmad" کہلوا کر انگریزی زبان میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنا وہ الہامی نعرہ پورا کروادیا کہ: ''مرزا غلام احمد کی جے۔'' (تذکرہ صفحہ 613، ایڈیشن چہارم، 2004ء مطبوعہ ربوہ)

امریکہ میں اسکے علاوہ بھی بہت سارے اخباروں نے جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ڈوئی کے بارہ میں اپنا اشتہار بھیجا تھا یہ اعلان شائع کیا اور وہ سب غلبے کی پیشگوئی کے گواہ بن گئے۔ اور آپ کا یہ فرمان کہ غلبہ سے مراد ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہوجائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے'' اس طرح خدا تعالیٰ نے قوی نشانوں کے ساتھ اس سچائی کو ظاہر کردیا۔

امریکہ کے اخباروں کی خبروں کی وجہ سے نہ صرف ایشیا بلکہ یورپ اور امریکہ میں بھی یہ نشان سب نے پورا ہوتا دیکھا اور جیسا کہ اخبار کی سُرخی سے ظاہر ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کی سچائی ظاہر کردی۔ غرض کہ چاہے وہ ہندوستان ہے یا مشرقی ممالک ہیں یا مغرب ہے ہر ایک نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلبہ دیکھا ہے اور آپ کی سچائی اللہ تعالیٰ نے روشن کر کے دکھادی ہے اور پھر صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی نہیں بلکہ آپ کے بعد آپ کے خلفاء بلکہ غلاموں کے ذریعہ بھی آپ کی سچائی ظاہر فرمادی۔

گھانا مغربی افریقہ میں جب ہمارے مبلغ حضرت مولانا نذیر احمد مبشر صاحب گئے تو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا پیغام دیا اور مسلمانوں کو بھی وہاں دعوت دی تو علماء نے شور مچادیا اور یہ کہا کہ مسیح کی آمد کے ساتھ تو زلزلوں کی پیشگوئیاں ہیں۔ ہم نے گھانا میں زلزلے کا کوئی نشان نہیں دیکھا۔ چنانچہ حضرت مولانا نذیر مبشر صاحب نے اللہ تعالیٰ سے اس نشان کی دعا مانگی اور گھانا ایسا ملک ہے جہاں زلزلے نہیں آتے لیکن اس دعا کے نتیجے میں وہاں زلزلہ آیا اور پورے ملک میں ایک شور پڑ گیا کہ احمدی حق پر ہیں اور انکے مسیح کی آمد کے بارہ میں جو دعویٰ کررہے ہیں وہ سچا لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسکے نتیجہ میں بیعتیں بھی ہوئیں۔ لیکن جن کی قسمت میں ہی قبول حق نہ ہو وہ پھر اور بہانے بھی تراشتے ہیں۔ لیکن بہرحال جماعت کا وہاں ایک رعب قائم ہوگیا۔ (ماخوذ از روح پرور یادیں، صفحہ 79-78)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں آپ کی سچائی کے اور غلبے کے بے شمار واقعات ہیں جن میں ہر قدم پر ہم اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور اللہ تعالیٰ کے غلبے کا نشان پورا ہوتے دیکھتے ہیں۔ پھر آپ کے بعد خلافت احمدیہ کے ذریعہ سے بھی ہر قدم پر اللہ تعالیٰ نے اس وعدہ کو پورا فرمایا اور بے شمار نشانات دکھائے۔ 1977ء میں ہم نے نشان دیکھا۔ 1987ء میں ہم نے نشان دیکھا۔ اسکے علاوہ نشانات دیکھے۔ احمدیت کی تاریخ ان نشانات سے بھری پڑی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد خلافت احمدیہ کا قیام بذات خود ایک نشان ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی ظاہر کرتا ہے۔ 27 مئی کو ہم نے جو یوم خلافت منایا وہ اپنوں کیلئے تو ایمان میں ترقی کا باعث تھا ہی، غیروں کیلئے بھی ایک نشان بنا۔ مختلف جگہوں سے اسکے تبصرے آئے۔ اللہ تعالیٰ جو گزشتہ ایک سو سال سے خلافت احمدیہ کو قائم رکھے ہوئے ہے اور نہ صرف قائم رکھے ہوئے ہے بلکہ استحکام بخش رہا ہے اور ہر مشکل اور آڑے وقت میں خلافت احمدیہ کی حفاظت فرماتا ہے۔ یہ بھی دراصل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ غلبہ کے پورا ہونے کا ایک اظہار ہے۔ یہ بات ایک عقلمند اور سعید فطرت کیلئے کافی ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کے ساتھ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کا اعلان فرمایا۔ اس میں جہاں اپنوں کی تسلی ہے اور ایمان میں مضبوطی کا باعث ہے وہاں غیروں کیلئے، ان لوگوں کیلئے جو نیک فطرت ہیں، جو عقل و شعور رکھتے ہیں یہ اعلان فکر کی دعوت دیتا ہے کہ سوچیں کہ کہیں اُس خدا کے مسیح و مہدی کے دامن سے علیحدہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث تو نہیں بن رہے۔

جیسا کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے غلبہ اور تائید و نصرت کا وعدہ صرف آپ کی ذات تک ہی محدود نہیں رکھا۔ بلکہ آپ نے اپنے بعد بھی اپنے ماننے والوں اور ماننے والے اُس گروہ کو تسلی دلائی ہے جو خلافت سے چمٹا رہے گا کہ یہ وعدہ تمہاری نسبت بھی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں: ''تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اسکا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا'' (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد20، صفحہ 306-305)

پس یہ غلبہ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے مقدر کر رکھا ہے اور آپ کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور نصرتیں اس غلبے کے سامان پیدا فرمارہی ہیں۔ کل کے واقعات میں ہم نے دیکھا کہ کس طرح خوابوں کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت کروا کر اور دل میں تحریک پیدا کر کے خدا تعالیٰ سعید فطرت لوگوں کو جماعت میں شامل فرما رہا ہے۔ کہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں اپنے اس عاشق صادق کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں کہ اسکی بیعت میں شامل ہو جاؤ۔ کہیں خدا تعالیٰ خود راہنمائی فرما رہا ہے کہ میرا یہ مسیح سچا ہے اور میری تائیدات اور نصرتیں اسکے ساتھ ہیں اور اس زمانہ میں اسلام کا یہی جری اللہ ہے اور جری پہلوان ہے۔

یہاں میں ایک بات یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ایک پڑھے لکھے عالم سے کسی نے پوچھا کہ خلافت اب دائمی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ہیں۔ خلافت کے بارہ میں حدیث جس میں عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃ آتا ہے سنائی اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت علیٰ منہاج نبوت کی خبر دی تو اسکے بعد حدیث کے الفاظ ہیں ثُمَّ سَکَتَ یعنی پھر آپ خاموش ہوگئے۔ (مسند احمد بن حنبل، جلد5، صفحہ 285، مسند نعمان بن بشیر، حدیث 18596، عالم الکتب بیروت 1998ء)

اور اس سے واضح نہیں ہوتا۔ ہمارے اس عالم دوست نے پتہ نہیں ان الفاظ میں کہا یا پوری طرح کلیئر نہ کرنے کی کیا حکمت تھی۔ ثُمَّ سَکَتَ کے الفاظ کے بعد انہوں نے وضاحت نہیں کی۔ تو جو بات مجھ تک پہنچی ہے اس سے سننے والے نے یہ تأثر بہر حال لیا کہ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ خلافت دائمی نہیں ہے۔ اگر کوئی اپنے ذوق کے مطابق کسی حدیث کی کوئی تشریح کرتا ہے یا سمجھتا ہے تو سمجھتا رہے۔ لیکن کسی احمدی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جماعت میں شبہات پیدا کرنے کی کوشش کرے اور اس تشریح اور وضاحت سے دور ہٹ جائے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے۔ آپؑ نے تو واضح الفاظ میں فرمادیا ہے کہ دوسری قدرت دائمی ہے اور اس چیز کو اپنے غلبہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی بتایا ہے۔ پس اگر کسی کے دل میں ہلکا سا بھی اس بارہ میں کوئی شائبہ ہے تو وہ اُسے دُور کرلے ورنہ اپنے ایمان کی فکر کرے۔

اللہ تعالیٰ کا تو یہ وعدہ ہے کہ غلبہ عطا فرمائے گا۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کی بھی کچھ ذمہ داری لگائی ہے۔

آپؑ نے فرمایا کہ ’’خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اسکے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں۔ ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔‘‘

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’اے سننے والو سنو! کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے۔ بس یہی کہ تم اُسی کے ہو جاؤ۔ اسکے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو۔ نہ آسمان میں نہ زمین میں۔‘‘ (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 309)

پس خدا تعالیٰ کا ہونا اس غلبے کے نشان کا ہمیں اہل بنائے گا اور اسکا اہل کس طرح بنا جائے گا؟ شرک سے کس طرح حقیقت میں بچا جاسکتا ہے؟ یہ اُس صورت میں ہوگا جب ہم اللہ تعالیٰ کو تمام طاقتوں کا سرچشمہ سمجھتے ہوئے اس کی عبادت کا حق ادا کرنے والے بنیں۔ مَیں نے خطبہ میں بھی اور اپنی پہلی تقریر میں بھی اس طرف توجہ دلائی تھی۔ عبادات ہی ہیں جو ہمیں تقویٰ پر چلاتے ہوئے کامیابیاں عطا کریں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب فرمایا کہ دوسری قدرت کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے جو دائمی ہوگی تا کہ غلبہ کے دن تم پر طلوع ہوتے چلے جائیں، ایک کے بعد دوسرا دن چڑھتا چلا جائے۔ تو غلبہ دیکھنے والوں کے بارہ میں بھی بتا دیا کہ وہ اللہ اور اسکے رسول کی کامل اطاعت کرنے والے اور ہر قسم کے شرک سے پاک لوگ ہوں گے جو یہ غلبہ دیکھیں گے۔ آپکا یہ ارشاد اور آپکا یہ اعلان جو ہے یہ اس بات کی وضاحت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت استخلاف میں جو خلافت کا وعدہ فرمایا ہے اس میں یہ وعدہ فرماتے ہوئے کہ یہ انعام پانے والے لوگ ہوں گے، فرمایا کہ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا (سورۃ النور: 56) اس پر عمل کرنے والے ہوں گے تو پھر ہی وہ یہ غلبہ دیکھیں گے۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہر قسم کے شرک سے ہم ہمیشہ اس وقت پاک رہیں گے جب اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اپنی زبانیں ہمیشہ تر رکھیں گے۔ اسکی عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کو سب طاقتوں کا سرچشمہ تب یقین کرنے والے ہوں گے جب اس یقین پر قائم ہوں گے کہ خدا تعالیٰ دعائیں سنتا ہے۔ کل مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں نیک نیتی سے دعا کرنے والوں کے کچھ واقعات بیان کئے تھے جنہوں نے استخارہ کیا کہ کس طرح ان نیک نیتی سے کی گئی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت بخشا اور ان نیک فطرت لوگوں کی راہنمائی فرمائی۔ پس وہ لوگ جو ابھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے لیکن نیک نیتی سے خدا تعالیٰ سے راہنمائی چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے بھی بولتا ہے۔ اور جو بیعت میں شامل ہو گئے ہیں ان کو تو اس بات پر کامل یقین ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ بولتا ہے اور پھر اس یقین کی وجہ سے ایسا تعلق خدا تعالیٰ سے ہونا چاہئے جس کی کوئی مثال بھی کسی اور تعلق میں نہ ملتی ہو۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے سے مضبوط تعلق قائم کرنے کا ہمیں طریق اور ذریعہ بھی بتا دیا کہ یہ ذریعہ استعمال کرو تو میرے سے تعلق بھی مضبوط ہوتا چلا جائے گا اور دعاؤں کی قبولیت کے نشان بھی ظاہر ہوں گے اور وہ ذریعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو کیونکہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور کامل اطاعت کے بغیر خدا تعالیٰ سے تعلق قائم نہیں ہوسکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے ازدیاد اور تجدید کیلئے ہر نماز میں دُرود شریف کا پڑھنا ضروری ہوگیا تا کہ اُس دعا کی قبولیت کیلئے استقامت کا ایک ذریعہ ہاتھ آئے......دُرود شریف جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو۔ مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اور احسان کو مدّنظر رکھ کر اور آپؐ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کیلئے اور آپکی کامیابیوں کے واسطے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا۔

قبولیت دعا کے تین ہی ذریعے ہیں۔ اول: اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ (آل عمران: 32)

دوئم: یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا (الاحزاب: 57)

تیسرا: موہبت الٰہی۔‘‘

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 38، جدید ایڈیشن، مطبوعہ ربوہ)

پس یہ دُرود ہے جو ایک بندہ اپنے ایمان کی مضبوطی اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کیلئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی استقامت کے سامان پیدا کرتا چلا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ وہ دعا جس میں خدا تعالیٰ کی حمد اور مجھ پر درود نہ ہو وہ دعا قبول نہیں ہوتی۔ (سنن ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ، حدیث 486، المعجم الکبیر جلد 9، صفحہ 156-155، حدیث 8780، دار احیاء التراث العربی 2002ء)

گویا اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد صرف خدا تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ جھوٹا ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ بیچ میں نہ ہو۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ (آل عمران: 32)

اسکی مزید وضاحت فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’ہر ایک شخص کو خود بخود خدا سے ملاقات کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ اس کے واسطے، واسطہ کی ضرورت ہے اور وہ واسطہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس واسطے جو آپ کو چھوڑتا ہے وہ کبھی بامراد نہ ہوگا۔ انسان تو دراصل بندہ یعنی غلام ہے۔ غلام کا کام یہ ہوتا ہے کہ مالک جو حکم کرے اسے قبول کرے۔ اسی طرح اگر تم چاہتے ہو کہ آنحضرتؐ کے فیض حاصل کرو تو ضرور ہے کہ اُسکے غلام ہو جاؤ۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ (الزمر: 54) (یعنی تو کہہ دے کہ میرے بندو جنہوں نے اپنی جان پر ظلم کر کے گناہ کیا ہے۔ آگے پھر معانی کا ذکر ہے)‘‘ اس جگہ بندوں سے مراد غلام ہی ہیں نہ کہ مخلوق۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بندہ ہونے کے واسطے ضروری ہے کہ آپ پر دُرود پڑھو۔ اور آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہ کرو۔ سب حکموں پر کاربند رہو۔ جیسے کہ حکم ہے قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ (آل عمران: 32) یعنی اگر تم خدا تعالیٰ سے پیار کرنا چاہتے ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے فرماں بردار بن جاؤ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں فنا ہو جاؤ تب خدا تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔‘‘

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 234-233، جدید ایڈیشن)

پس ایک تو اللہ تعالیٰ کی محبت کو جذب کرنے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا ضروری ہے۔ اور آپ سے محبت کا سب سے بہترین ذریعہ آپ پر دُرود بھیجنا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ نے پھر اسکی خود ہی وضاحت بھی فرما دی کہ کیا بہترین ذریعہ ہے۔ فرمایا: یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا (الاحزاب: 57) یعنی اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! تم نبی پر دُرود بھیجتے رہو۔ اُن کیلئے دعائیں کرتے رہو اور ان کیلئے سلامتی مانگتے رہو۔ اس لئے تا کہ تم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے بن سکو کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے اس نبی پر رحمتیں نازل فرما رہے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضل کو تبھی جذب کرسکو گے جب اس ذات سے پیار کرو اور اس پر درود بھیجو جس پر خود خدا تعالیٰ ہر آن رحمتیں اور فضل نازل فرما رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے رسول پر دُرود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم دُرود و سلام بھیجو نبی پر۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کیلئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے۔ یعنی آپؐ کے اعمال صالحہ کی تعریف، تحدید سے بیرون تھی۔‘‘ (کسی قسم کی حد نہیں لگ سکتی تھی) (اخبار الحکم، جلد نمبر 7، نمبر 25، صفحہ 6، پرچہ 10 جولائی 1903ء، صفحہ 2 کالم 2)

پس اپنے جس پیارے کی تعریف کو خدا تعالیٰ نے محدود نہیں رکھا اور اللہ تعالیٰ اس عظیم نبی پر ہر آن مسلسل رحمتیں نازل فرما رہا ہے اور فرشتوں کو بھی حکم ہے کہ اُس پر دُرود بھیجیں تو پھر ایک انسان کیلئے تو خدا تعالیٰ کا قرب پانے کا کوئی اور طریق ہی نہیں۔ سوائے اسکے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خالص غلامی میں آئے اور آپ پر درود بھیجتا رہے تا کہ خدا تعالیٰ کا قرب بھی حاصل ہو۔ نیک اعمال بھی سرزد ہوں اور دعاؤں کی قبولیت بھی ہو۔

پس ہر احمدی کو درود شریف کی اہمیت کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ یہی ہماری ترقی کا ذریعہ ہے۔ پہلی صدی جب ختم ہوئی تو اسکے بہترین انجام کیلئے ہم نے دعاؤں کے ساتھ درود شریف پر بہت زور دیا تا کہ برکتوں کو سمیٹتے ہوئے خلافت احمدیہ کی پہلی صدی کو ہم مکمل کریں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے طفیل ہم حاصل کرسکیں۔ تو یہ کام اب ختم نہیں ہوگیا بلکہ پہلی صدی کا اختتام اور نئی صدی میں داخل ہونا ہماری ذمہ داریاں مزید بڑھا گیا ہے۔ دعائیں اور دُرود ہمیں پہلے سے بڑھ کر کرنے کی ضرورت ہے۔ نئے ہدف اور ٹارگٹ ہمارے سامنے آگئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا کے ہر فرد تک پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ اس کیلئے دردِ دل سے دعا کرنا اور ہر شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنے کا کام نئے جذبے اور جوش سے کرنا ہمارے سپرد کیا گیا ہے۔ ہر احمدی نے اس کیلئے 27 مئی کو ایک عہد بھی کیا تھا جو مَیں نے عہد لیا تھا اور ایم.ٹی.اے کی وساطت سے دنیا میں ہر جگہ یہ لیا گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہ فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج اور مراتب کی ترقی کیلئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے دُرود بکثرت پڑھو تو اس کیلئے ایک خاص کوشش کی ضرورت ہے۔ دنیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام سے نا آشنا ہے اُس دنیا کو اِس مقام کی نہ صرف پہچان کروانی ہے بلکہ آپؐ کے انسانیت پر حسن و احسان کی حقیقت کو جاننے والا بنا کر آپؐ پر درود بھیجنے والا بنانا ہے۔ آپ کا درجہ اور مرتبہ تو ہر آن ترقی پذیر ہے۔ اللہ اور اسکے فرشتے آپ پر درود بھیج رہے ہیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آ کر جب اللہ تعالیٰ کے بندوں کی تعداد میں اضافہ ہوگا، اُن لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوگا جو ہر آن آپ پر درود بھیج رہے ہوں گے تو یہ دنیا بھی ان رحمتوں اور فضلوں کی وارث بن جائے گی جو ہر آن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو رہے ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پھر اپنی برکات واپس لے کر آتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنا ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ اس دُرود کی برکت سے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجا، فرشتے ساری رات نور کی مشکیں لے کر آتے رہے۔ (براہین احمدیہ، روحانی خزائن، جلد اول، صفحہ 598، حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

پس درود کا جو آخری فیض ہے وہ بھی ہمیں ہی پہنچنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابیاں کیا

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

ہیں؟ زیادہ سے زیادہ عباد الرحمن پیدا کرنا۔ آپؐ کی کامیابی آپؐ کے لائے ہوئے دین کی عظمت دنیا پر قائم کرنا ہے۔ جب ہم آپؐ کے مرتبے اور درجے کی ترقی کی دعا کرتے ہیں تو اسکے نتیجے میں اصل میں ہم اپنے مرتبے اور درجے کی ترقی کیلئے دعا کر رہے ہوتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے اسکے انعاموں کے وارث بن رہے ہوتے ہیں۔

جب ہم اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہتے ہیں تو ہر قسم کی بھلائی اور نیکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے چاہ رہے ہوتے ہیں اور یہ نیکی اور بھلائی اپنی عقل اور سمجھ کے مطابق نہیں چاہ رہے ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ کو عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ ہماری عقل اور سوچ تو محدود ہے۔ تُو خود ہی نیکی اور بھلائی اپنے رسول کیلئے چاہ اور جب اللہ تعالیٰ یہ دعا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچاتا ہے، جب یہ دعا بندوں کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچتی ہے تو آپؐ یقیناً اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ اس دعا کی بہترین جزا ان بندوں کو دے یا اس بندہ کو دے جس نے یہ دعا کی ہے۔ پس اس دُرود سے اللہ تعالیٰ کا فیض اس بندے کو پہنچنا شروع ہو جاتا ہے اور پھر جب اَللّٰھُمَّ بَارِکْ کہہ کر ایک بندہ دل کی گہرائی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے تو یہ دعا ہوتی ہے کہ اے اللہ! تُو نے جو رحمتیں اور فضل اور بھلائیاں اتاری ہیں ان کو نہ صرف اب جاری رکھ بلکہ بڑھاتا چلا جا۔ اور بڑھانے کی نسبت یا حد ہم نہیں بتا سکتے۔ تُو جو دِیا لُو ہے، تُو جو لامحدود خزانوں کا مالک ہے، تُو خود ہی جس طرح چاہے ان کو بڑھا۔ اور پھر نیک نیتی سے بھیجا ہوا جو دُرود ہے یہ بندہ پر واپس آکر اُس کے خزانے میں نیکیوں میں، بھلائیوں میں اور فضلوں اور رحمتوں میں اضافے کا باعث بن رہا ہوتا ہے۔ گویا ایک ایسا بینک بیلنس (Bank Balance) انسان قائم کر رہا ہوتا ہے جس میں کسی کمی کا سوال نہیں بلکہ بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ اور یہ بڑھتا چلے جانے والا خزانہ ہے سوائے اسکے کہ کوئی بدبخت انسان خود اپنی شامت اعمال کی وجہ سے اسے ضائع کر دے۔ پس اس سے بچنے کیلئے کہ کہیں کوئی ایسی بات نہ ہو جائے پھر ذکر الٰہی، استغفار اور مسلسل درود ہی ایک ذریعہ ہے جس سے انسان بچ سکتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس کی بڑی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ اور صَلِّ اور بَارِکْ کی تعریف اس طرح بیان فرمائی ہے کہ ''صَلِّ بطور بیج کے ہے اور بَارِکْ اس سے بڑھ کر ترقی ہے۔''

(خطبات محمود، جلد 7، خطبہ فرمودہ 1961ء، صفحہ 78، مطبوعہ ربوہ)

(جب بیج پڑ جاتا ہے تو اسکی ترقی کیلئے یہ دعا ہے) اور جب جماعت، مِن حیث الجماعت اس دُرود کی طرف توجہ دے گی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی اُمّت کیلئے کی گئی دعاؤں سے فیض پاتی رہے گی۔ جماعت کی دعاؤں میں ہمیشہ برکت پڑتی رہے گی۔ اس درود کی برکت سے خدا تعالیٰ ہماری کوششوں کو غیر معمولی طور پر نوازتا رہے گا اور پھر یہ برکت بڑھتی چلی جائے گی۔

پس ہمارا کام جہاں دعاؤں کی قبولیت کیلئے درود شریف پڑھنے کی طرف توجہ دینا ہے وہاں دعاؤں کے ساتھ درود شریف پڑھتے ہوئے اسلام کے پیغام کو بھی پہلے سے بڑھ کر دنیا میں پھیلانا ہے۔ یہ زمانہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کا زمانہ ہے اس میں خدا تعالیٰ کی تقدیر نے پہلے ہی غلبے کا فیصلہ کیا ہوا ہے۔ اگر ہم اس اہمیت کو سمجھتے ہوئے خالص دعاؤں اور درود کے ساتھ اس پیغام کو پہنچانے کی کوشش کریں گے تو اپنی زندگیوں میں پہلے سے بڑھ کر ترقیات کے نظارے دیکھیں گے۔ انشاء اللہ۔

جب ہم درود شریف میں کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اور کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ کہتے ہیں تو ہمیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شہروں اور ویرانوں میں اپنی اولاد کو خدا تعالیٰ کی توحید کے قیام اور پیغام پہنچانے کیلئے چھوڑا تھا۔ اس لئے جو کام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد نے کئے اس سے بڑھ کر ہم نے کرنے ہیں۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دائرہ محدود تھا اور جتنا بھی دائرہ تھا اس میں انہوں نے کمال حاصل کرنے کی کوشش کی۔ ان کو پتہ تھا کہ میرا دائرہ محدود ہے اور پھر انہوں نے وہ دعا کی، ایک ایسی دعا کی جو حضرت ابراہیمؑ کی دعا کی انتہا تھی۔ حضرت ابراہیمؑ نے یہ دعا کی کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ۔ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (البقرۃ: 130) یعنی اے ہمارے ربّ ہماری یہ بھی التجا ہے کہ تو انہیں میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے۔ یقیناً تُو ہی غالب اور حکمتوں والا ہے۔

پس یہ وہ دعا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی نسل میں سے ایک عظیم رسول کے مبعوث ہونے کیلئے کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمایا اور وہ عظیم رسول مبعوث فرما دیا جو کسی قوم کیلئے نہیں تھا، کسی علاقے کیلئے نہیں تھا۔ کوئی محدود شریعت لے کر نہیں آیا تھا بلکہ تمام دنیا کیلئے مبعوث ہوا تھا اور کامل شریعت لے کر آیا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ سے اعلان کروایا کہ: قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (الاعراف: 159) کہہ دے کہ اے لوگو! مَیں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دائرہ بھی وسیع ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے اس رسول کی باتوں پر ایمان لانے سے ہی ہدایت وابستہ کر دی ہے اور اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدہ: 4) یعنی آج کے دن مَیں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا ہے اور تم پر مَیں نے اپنی نعمت تمام کر دی ہے۔ اور اسلام کو مَیں نے تمہارے لئے دین کے طور پر پسند کر لیا ہے۔ پس آج اس کامل اور مکمل دین کے ساتھ دنیا کی بقا وابستہ ہے۔ آج خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول اس نبی کے ساتھ جُڑنے اور اسکی شریعت پر عمل کرنے سے وابستہ ہے۔ آج دعا کی قبولیت کا واسطہ یہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس یہ پیغام لے کر ہم نے دنیا میں جانا ہے اور دنیا کی بقا کے سامان پیدا کرنے ہیں۔

پس اس غلبہ کے دن دیکھنے کیلئے اور تمام دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لہراتا ہوا دیکھنے کیلئے ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا ہوگا۔ اور وہ ذمہ داری یہی ہے کہ اس نئی صدی میں ہم اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اسلام کے خوبصورت اور حسین پیغام کو دنیا کے ہر فرد تک پہنچا دیں۔

ہماری خوش قسمتی ہے کہ زمانے کے امام کی دعائیں ہمارے ساتھ ہیں۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں ہمارے ساتھ ہیں۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ جماعت کی ترقی کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے اللہ تعالیٰ کے وعدے ہمیں تسلی دے رہے ہیں۔

پس آج ہر احمدی چاہے وہ عرب میں بسنے والا ہے، افریقہ میں بسنے والا ہے، جزائر میں بسنے والا ہے، ایشیا میں بسنے والا ہے، یورپ میں بسنے والا ہے یا امریکہ میں بسنے والا ہے یہ عہد کرے اور اس عہد کو اپنے سامنے رکھے کہ ہم نے درود شریف پڑھتے ہوئے جو فضل اور برکات مانگے ہیں اُس سے دنیا کو بھی آشنا کروانا ہے۔

پس آج آپ ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو ہر گھر تک پہنچانے کا کام سرانجام دینا ہے۔ اصل میں تو اللہ تعالیٰ نے یہ کام جیسا کہ بہت سارے الہامات سے واضح ہے اپنے سپرد لیا ہوا ہے۔ ہمیں تو ان افضال اور برکات سے اللہ تعالیٰ فیضاب کرنا چاہتا ہے جو اسکے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے دینے ہیں۔ پس ان برکات اور فیوض کو سمیٹنے کیلئے اپنی کمریں کس لیں۔ آج آپ ہیں جن کے ذمّہ دنیا کے تزکیہ کا کام کیا گیا ہے۔ یہ آپ ہیں جنہوں نے قرآن کریم کی تعلیم کو دنیا تک پھیلانا ہے۔ یہ آپ ہیں جنہوں نے حکمت کے موتی دنیا کو دینے ہیں۔ یہ آپ ہیں جن کو مسیح محمدی کے غلاموں میں شامل کر کے اللہ تعالیٰ نے توحید کا جھنڈا تمام دنیا میں گاڑنے کا کام سپرد کیا ہے۔ آج اسلام کی کھوئی ہوئی میراث کے وارث ہم بنائے گئے ہیں۔ اگر ہم نے یہ حق ادا نہ کئے تو یاد رکھیں مسیح موعود کی تائید میں تو خدا تعالیٰ نشان دکھاتا رہے گا۔ جماعت کے قدم ترقی کی طرف بڑھتے چلے جائیں گے۔ قومیں آتی رہیں گی اور نسلیں پیدا ہوتی رہیں گی جو یہ حق ادا کرنے والی ہوں گی۔ لیکن ہم حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے کہیں ان برکات اور فیوض سے محروم نہ رہ جائیں۔ پس اٹھیں اور اپنے فرض کو پہچانیں۔ اپنی عبادتوں کی طرف بھی توجہ دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی کوشش کریں۔ کیونکہ یہی ذریعہ ہے جو ہمیں اسلام اور احمدیت کی کامیابی دکھانے کا باعث بنے گا۔ یہی ذریعہ ہے جو ہماری دعوت الی اللہ میں برکت ڈالے گا اور یہی ذریعہ ہے جو دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرے گا۔ انشاء اللہ۔ یہی ذریعہ ہے جس سے ہم دنیا کو امن و سلامتی اور محبت کا گہوارہ بنا سکیں گے۔ یہی ذریعہ ہے جس سے آپ خلافت احمدیہ سے چمٹے رہیں گے اور اس انعام سے فیض پاتے چلے جائیں گے۔

پس نئی صدی کو بھی اُسی طرح دعاؤں اور درود سے سجاتے چلے جائیں جس طرح گزشتہ صدی میں ہمارے بڑوں نے اور ہم نے دعائیں کرنے کی کوشش کی۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں پر یقین رکھیں۔ وہ خدا جو ہمارا زندہ خدا ہے، جو جھوٹے وعدوں والا نہیں، جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ کیا ہے کہ مخالفین کی تمام کوششوں کو ناکام و نامراد کر دے گا، وہ انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں غلبہ کے نظارے دکھائے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ غلبہ کے نظارے اب صدیوں کی نہیں بلکہ دہائیوں کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی عبادتوں اور شکرگزاری کے ساتھ یہ نظارے دیکھنے کا اہل بنائے اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(اس موقع پر حضور انور کی خدمت میں جلسہ کی حاضری کی رپورٹ پیش کی گئی تو حضور ایدہ اللہ نے فرمایا): اس رپورٹ کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جلسہ کی حاضری 40655 ہے اور اس میں 85 ممالک کی نمائندگی ہوئی ہے۔ جوبلی کا جلسہ تھا اس لئے بہرحال زیادہ ہے۔ گزشتہ سال پچیس ہزار تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے، ہر احمدی کو توفیق عطا فرمائے کہ اپنی تبلیغ کے میدان میں اتنے تیز ہو جائیں کہ یہ حاضری جو ہے یہ صرف کسی خاص موقع کی نہ ہو بلکہ عام حاضری اتنی ہونے لگ جائے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے۔ اب دعا کر لیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 8 جولائی 2011)

......☆......☆......☆......

Ahmad Travels Qadian
Foreign Exchange-Western Union
Money Gram-X Press Money
Holidays, Air Ticket, Rail, Cars, Buses
Contact : 9815665277
Propritor : Nasir Ibrahim
(Ahmadiyya Chowk, Qadian, India)

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور خلیفہ راشد حضرت علیؓ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 27 رنومبر 2020 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور نے حضرت علیؓ کے کیا کوائف بیان فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علی بن ابو طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم کے والد کا نام عبد مناف تھا جن کی کنیت ابو طالب تھی۔ آپؓ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھا۔ آپؓ بعثت نبویؐ سے دس سال قبل پیدا ہوئے تھے۔ آپؓ کا قد درمیانہ تھا۔ آنکھیں سیاہ تھیں۔ آپؓ کا جسم فربہ تھا۔ کندھے چوڑے تھے۔ آپؓ کی کنیت ابوالحسن، ابوسبطین اور ابوتراب تھی۔

سوال حضرت علیؓ کے کتنے بھائی بہن تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ کے تین بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ ان کے بھائی طالب، عقیل، جعفر تھے بہنیں اُمّ ہانی اور جُمانہ تھیں۔ ان میں طالب اور جُمانہ کے علاوہ باقی سب نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

سوال حضرت علیؓ کی کنیت ابوتراب کس طرح پڑی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک مرتبہ آنحضرتؐ حضرت علیؓ کو تلاش کرتے ہوئے مسجد نبوی پہنچے، حضرت علیؓ وہاں لیٹے ہوئے تھے۔ ان کے پہلو سے ان کی چادر ہٹی ہوئی تھی اور کچھ مٹی کمر پر لگ گئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹی پونچھی اور فرمایا: اٹھو اے ابوتراب! اٹھو اے ابوتراب! اس وقت سے وہ ابوتراب پکارے جانے لگے۔

سوال حضرت علیؓ آنحضرتؐ کی کفالت میں کس طرح آئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابو طالب کثیر العیال تھے۔ مکہ میں قحط پڑا تھا۔ رسول اللہؐ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ آپ میرے ساتھ چلیں تا کہ ہم ان کی عیال داری میں کچھ کمی کر دیں۔ دونوں حضرت ابو طالب کے پاس آئے اور کہا ہم آپ کی عیال داری میں کچھ تخفیف کرنا چاہتے ہیں۔ پھر رسول اللہؐ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں اپنے ساتھ ملا لیا اور حضرت عباسؓ نے جعفر کو لیا اور اسے اپنے ساتھ ملا لیا۔

سوال حضرت علیؓ نے کس طرح اسلام قبول کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ کے سامنے اسلام کی تعلیم بیان کی۔ حضرت علی نے کہا کہ میں اپنے والد سے بات کروں گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم نے اسلام قبول نہیں کرنا تو تمہاری مرضی لیکن ابھی اس کا ذکر کسی سے نہ کرو۔ رات کو اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ کے دل میں اسلام داخل کر دیا۔ اگلے دن آپ آنحضورؐ کے پاس آئے اور پوچھا کہ آپ کل کیا فرما رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا تم اس بات کی شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور لات اور عزیٰ کا انکار کرو۔ حضرت علیؓ نے ایسا ہی کیا اور اسلام قبول کر لیا۔

سوال مَردوں میں سے سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر کون ایمان لایا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ آنحضرتؐ کے گھر کے آدمی تھے۔ آنحضرتؐ کا فرمانا اور ان کا ایمان لانا، بلکہ ان کی طرف سے تو شاید کسی قولی اقرار کی بھی ضرورت نہ تھی اور جو باقی رہے ان سب میں سے حضرت ابوبکرؓ مسلّمہ طور پر مقدم ہیں اور سابق بالایمان تھے۔

سوال حضرت خدیجہؓ کو کس طرح اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مددگار بنادیا؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ سے مانگنے پر ایک مددگار ملا تھا مگر محمد رسول اللہؐ کی شان دیکھو کہ آپ کو بن مانگے مددگار مل گیا۔ آپ کی وہ بیوی جس کے ساتھ آپ کو بے حد محبت تھی سب سے پہلے آپ پر ایمان لے آئی۔ جب آپؐ نے حضرت خدیجہؓ سے خدا تعالیٰ کی پہلی وحی کا ذکر کیا تو انہوں نے بلا تامل آپؐ کے دعویٰ کی تائید کی اور سب سے پہلے ایمان لانے والی حضرت خدیجہؓ ہی ہوئیں۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت علیؓ کے کیا اوصاف بیان فرمائے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ دروازہ کے ساتھ کھڑے ہو کر رسول کریمؐ اور حضرت خدیجہؓ کی گفتگو سن رہے تھے۔ جب انہوں نے سنا کہ خدا کا پیغام آیا ہے تو وہ علیؓ جو ایک ہونہار اور ہوشیار بچہ تھا۔ وہ علیؓ جس کے اندر نیکی تھی۔ وہ علیؓ جس کے نیکی کے جذبات جوش مارتے رہتے تھے۔ وہ علیؓ جس کے اندر اللہ تعالیٰ نے قبولیت کا مادہ ودیعت کیا تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ خدا مجھے اپنی طرف بلا رہا ہے تو وہ بچہ سا علیؓ اپنے درد سے معمور سینے کے ساتھ لجاتا اور شرماتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! جس بات پر میری چچی ایمان لائی ہے اس پر میں بھی ایمان لاتا ہوں۔

سوال آغاز اسلام میں آنحضرتؐ کس طرح نماز ادا کیا کرتے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب نماز کا وقت ہوتا تو رسول کریمؐ مکہ کی گھاٹیوں کی طرف چلے جاتے اور حضرت علیؓ بھی آپ کے چچا ابو طالب اور دیگر چچاؤں اور تمام قوم سے چھپ کر آپ کے ساتھ ہو لیتے اور دونوں وہاں نماز ادا کرتے۔ شام کو واپس تشریف لے آتے۔

سوال ایک دن جب حضرت ابو طالب نے آنحضرتؐ اور حضرت علیؓ کو نماز پڑھتے دیکھا تو ان کے اور آنحضرتؐ کے درمیان کیا گفتگو ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ابو طالب نے پوچھا بھتیجے! یہ کیا دین ہے جو تم نے اختیار کیا ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ چچا! یہ دینِ الٰہی اور دینِ ابراہیم ہے اور آپؐ نے ابو طالب کو مختصر طور پر اسلام کی دعوت دی لیکن ابو طالب نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ میں اپنے باپ دادا کا مذہب نہیں چھوڑ سکتا مگر ساتھ ہی اپنے بیٹے حضرت علیؓ کی طرف مخاطب ہو کر بولا۔ ہاں بیٹا تم بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا ساتھ دو کیونکہ مجھے یقین ہے کہ وہ تم کو سوائے نیکی کے اور کسی طرف نہیں بلائے گا۔

سوال رسول اللہؐ نے ارشاد الٰہی وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ یعنی اپنے اقربا کو ڈرا، کی تعمیل کس طرح کی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپؐ نے حضرت علیؓ کے ذریعہ بکری کی ران تیار کروائی اور اپنے خاندان کی دعوت کی جو تقریباً چالیس افراد تھے ان میں آپؐ کے چچا ابو طالب اور حمزہ اور عباس اور ابولہب بھی تھے۔ آپؐ نے انہیں بکری کی ران اور دودھ پیش کیا جس سے سب کے سب سیر ہو گئے۔ پھر آپ نے انہیں اللہ کا پیغام پہنچانا چاہا لیکن ابو لہب کی وجہ سے وہ سب منتشر ہو گئے۔

سوال بالآخر آنحضرتؐ نے اپنے خاندان تک اللہ کا پیغام کس طرح پہنچایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اگلے روز آپؐ نے ویسا ہی کھانا تیار کروایا اور دوبارہ خاندان کی دعوت کی اور انہوں نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے بنو عبدالمطلب! مَیں عرب کے کسی نوجوان کو نہیں جانتا جو اپنی قوم کیلئے اس سے بہتر بات لے کر آیا ہو جو میں تمہارے لیے لایا ہوں۔ میں تمہارے لیے دنیا اور آخرت کا معاملہ لے کر آیا ہوں، کون میری مدد کرے گا؟ اس پر حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! باوجود اس کے کہ میں ان سب میں کم عمر ہوں میں آپ کا مددگار رہوں گا۔

سوال حضرت علیؓ کی بات سن کر آنحضرتؐ نے اپنے رشتہ داروں سے کیا کہا اور رشتہ داروں نے کیا جواب دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرتؐ نے اپنے رشتہ داروں کی طرف دیکھ کر فرمایا اگر تم جانو تو اس بچے کی بات سنو اور اسے مانو۔ اس پر سب کھل کھلا کر ہنس پڑے اور ابو لہب اپنے بڑے بھائی ابو طالب سے کہنے لگا۔ لو اب محمد تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ تم اپنے بیٹے کی پیروی اختیار کرو۔ اور پھر یہ لوگ اسلام اور آنحضرتؐ کی کمزوری پر ہنسی اڑاتے ہوئے رخصت ہو گئے۔

سوال حضرت علیؓ کو اللہ تعالیٰ نے کیا عظیم الشان قربانی دینے کی توفیق عطا فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ کو یہ عظیم الشان قربانی کرنے کی توفیق عطا فرمائی کہ جب رسول کریمؐ نے ہجرت کیلئے رات کے وقت اپنے گھر سے نکلنا چاہا تو آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ تا کہ کفار اگر جھانک کر دیکھیں تو انہیں یہ دکھائی دیتا رہے کہ کوئی شخص بستر پر سو رہا ہے اور وہ تعاقب کیلئے اِدھر اُدھر نہ نکلیں۔ اس وقت حضرت علیؓ بڑے اطمینان کے ساتھ رسول کریمؐ کے بستر پر لیٹ گئے اور آپؐ نے اپنی چادر ان پر ڈال دی۔

سوال قریش نے اگلی صبح جب رسول اللہؐ کو نہ پایا تو انہوں نے حضرت علیؓ سے کیا سلوک کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب صبح ہوئی اور قریش نے دیکھا کہ محمد رسول اللہؐ کے بجائے حضرت علیؓ آپ کے بستر سے اٹھے ہیں تو وہ اپنی ناکامی پر دانت پیس کر رہ گئے اور انہوں نے حضرت علیؓ کو پکڑ کر مارا پیٹا مگر اس سے کیا بن سکتا تھا۔ خدائی نوشتے پورے ہو چکے تھے اور محمد رسول اللہؐ سلامتی کے ساتھ مکہ سے باہر جا چکے تھے۔

سوال اس قربانی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ پر کیا افضال نازل فرمائے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ اس قربانی کے بدلے میں صرف حضرت علیؓ ہی عزت نہیں پائیں گے بلکہ حضرت علیؓ کی اولاد بھی عزت پائے گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ پر پہلا فضل تو یہ کیا کہ ان کو رسول کریمؐ کی دامادی کا شرف بخشا۔ دوسرا فضل اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ کیا کہ رسول کریمؐ کے دل میں ان کیلئے اتنی محبت پیدا کی کہ آپؐ نے بار ہا ان کی تعریف فرمائی۔☆

قرآن، حدیث، حضرت مسیح موعودؑ اور خلفائے احمدیت کے ارشادات کی روشنی میں انفاق فی سبیل اللہ کا ایمان افروز بیان

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 7 رنومبر 2003 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور نے خطبہ جمعہ کے آغاز میں کون سی آیت کریمہ تلاوت فرمائی؟

جواب حضور انور نے آیت کریمہ مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ۔ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ ۔ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (البقرہ:262) تلاوت فرمائی۔

سوال اللہ تعالیٰ کس کس طریق سے مومنوں کو اپنی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب دلاتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قرآن کریم فرماتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ کہیں فرمایا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے اپنے ہاتھ روک کر کہیں اپنے اوپر ہلاکت وارد نہ کر لینا۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے تم ذاتی طور پر بھی تباہی سے محفوظ رہو گے اور قومی طور پر بھی۔ اپنی پاک کمائی میں سے خرچ کرو تا کہ اس میں اور برکت پڑے۔ چھپا کر بھی خرچ کرو اور اعلانیہ بھی خرچ کرو اور غریبوں کا بھی خیال رکھو۔

سوال اللہ تعالیٰ کن لوگوں کو اپنے فضلوں سے نوازتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تو ہر اس شخص کو اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نوازتا ہے جو اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، اس کی راہ میں قربانی دیتے ہیں۔

سوال آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا خواہش کیا کرتے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہاتھ سب سے زیادہ کھلا تھا، تبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ احد پہاڑ جتنا سونا میرے پاس ہو تو وہ بھی مَیں تقسیم کر دوں۔

سوال حضور انور نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی مالی قربانی کا کیا ایمان افروز واقعہ سنایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک موقع پر حضرت عمرؓ کو خیال آیا کہ آج میرے گھر میں کافی مال ہے مَیں جا کر آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کروں اور آدھا مال لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت ابوبکرؓ اپنا مال لے کر آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا کہ گھر میں کیا چھوڑ آئے ہو؟ تو عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول۔ اس پر حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے اپنے آپ سے کہا کہ تم کبھی ابوبکرؓ سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔

سوال حضور انور نے جو آیت کریمہ تلاوت فرمائی تھی اس کا کیا ترجمہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایسے بیج کی طرح ہے جو سات بالیں اُگاتا ہو۔ ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جسے چاہے (اس سے بھی) بہت بڑھا کر دیتا ہے۔ اور اللہ وسعت عطا کرنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

سوال آیت میں جن لوگوں کی مثال دی گئی ہے، ان سے کون لوگ مراد ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس آیت میں لوگوں کی مثال دے رہا ہے لیکن اس سے مراد مومن ہیں۔

ایسے ایمان لانے والے جو اللہ کے دین کی خاطر خرچ کرتے ہیں اور دین کامل اب اسلام ہی ہے جیسے کہ ہم سب کو معلوم ہی ہے۔ اور اس زمانے میں مسیح موعودؑ کی جماعت ہی حقیقت میں مومنین کی جماعت کہلانے کی حقدار ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے لوگوں سے مراد آپ لوگ ہی ہیں اپنے بہترین مال خوشدلی سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

سوال اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں خرچ کرنے والوں کو کیا اجر دیتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو خوشخبری دیتا ہے کہ اے لوگو! تم جو میری راہ میں خرچ کرتے ہو مَیں تمہیں بغیر اجر کے نہیں چھوڑوں گا بلکہ طاقت رکھتا ہوں کہ تمہاری اس قربانی کو سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی زیادہ کر سکتا ہوں۔ تم اس دنیا میں بھی اس کے فضلوں کے وارث ٹھہرو گے اور اگلے جہان میں بھی اجر پاؤ گے۔ اور تمہاری نسلوں کو بھی اس کا اجر ملتا رہے گا۔

سوال حضرت امام رازیؒ نے آیت کریمہ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ کی کیا تفسیر بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت امام رازیؒ لکھتے ہیں کہ اس آیت میں بڑھا چڑھا کر دینے کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ خرچ کرنے والے کو یہ کہتا ہے کہ تو جانتا ہے کہ مَیں نے تجھے پیدا کیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کیا اور تو میرے اجر اور ثواب دینے کی طاقت سے واقف ہے پس چاہئے کہ تیرا یہ علم تجھے مال خرچ کرنے کی ترغیب دے کیونکہ وہی یعنی خدا تھوڑے کا بہت زیادہ بدلہ دیتا ہے۔ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے مراد ''دین'' ہے کہ خدا کے دین میں خرچ کرتے ہیں۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے اس آیت کریمہ کی کیا تفسیر بیان فرمائی ہے؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اگر تم دینی کاموں کے لئے اپنے اموال خرچ کرو گے تو جس طرح ایک دانہ سے اللہ تعالیٰ سات سو دانے پیدا کر دیتا ہے اسی طرح وہ تمہارے اموال کو بھی بڑھائے گا بلکہ اس سے بھی زیادہ ترقی عطا فرمائے گا جس کی طرف وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ میں اشارہ ہے۔

سوال اللہ تعالیٰ نے مالی قربانیاں کرنے والے صحابہؓ کو کس طرح اپنے فضلوں سے نوازا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکرؓ نے بڑی قربانیاں کی تھیں مگر خدا تعالیٰ نے ان کو اپنے رسول کا پہلا خلیفہ بنا کر انہیں جس عظیم الشان انعام سے نوازا اُس کے مقابلہ میں اُن کی قربانیاں بھلا کیا حیثیت رکھتی تھیں۔ اسی طرح حضرت عمرؓ نے بہت کچھ دیا مگر انہوں نے کتنا بڑا انعام پایا۔ حضرت عثمانؓ نے بھی جو کچھ خرچ کیا اُس سے لاکھوں گُنا زیادہ انہوں نے اسی دنیا میں پالیا۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ کے کیا معنے بیان فرمائے ہیں؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں کہ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ کہہ کر بتایا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے انعام دینے میں بخل تو تب ہو جبکہ خدا تعالیٰ کے ہاں کسی چیز کی کمی ہو۔ مگر وہ تو بڑی وسعت والا اور بڑی فراخی والا ہے اور پھر وہ علیم بھی ہے۔ جانتا ہے کہ وہ شخص کس قدر انعام کا مستحق ہے۔ اگر کوئی شخص کروڑوں گنا انعام کا بھی مستحق ہو تو اللہ تعالیٰ اسے یہ انعام دینے کی قدرت رکھتا ہے۔

سوال حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ کے کیا معنے بیان فرمائے ہیں؟

جواب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں کہ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ بعض مقام پر ایک کے بدلہ میں دس اور بعض میں ایک کے بدلہ میں سات سو کا ذکر ہے۔ یہ ضرورت، اندازہ، وقت و موقع کے لحاظ سے فرق ہے۔ مثلاً ایک شخص ہے دریا کے کنارے پر، سردی کا موسم ہے، بارش ہو رہی ہے، ایسی حالت میں کسی کو گلاس بھر کر دے دے تو کونسی بڑی بات ہے لیکن اگر ایک شخص کسی کو جبکہ وہ جنگل میں دوپہر کے وقت تڑپ رہا ہے پیاس کی وجہ سے جاں بلب ہو، مُحرقہ میں گرفتار، پانی دے دے تو وہ عظیم الشان نیکی ہے۔ پس اس قسم کے فرق کے لحاظ سے اجروں میں فرق ہے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مالی قربانی کرنے والوں کو کیا خوشخبری عطا فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں کچھ خرچ کرتا ہے اسے اس کے بدلہ میں سات سو گنا ثواب ملتا ہے۔

سوال آنحضرتؐ نے سب سے بڑا صدقہ کسے قرار دیا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرتؐ نے فرمایا کہ سب سے بڑا صدقہ یہ ہے کہ تو اس حالت میں صدقہ کرے کہ تو تندرست ہو۔ اور مال کی ضرورت اور حرص رکھتا ہو، غربت سے ڈرتا ہو اور خوشحالی چاہتا ہو۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صدقہ و خیرات کس حالت میں کرنے کی تاکید فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپؐ نے فرمایا کہ صدقہ و خیرات میں دیر نہ کر کہیں ایسا نہ ہو کہ تیری جان حلق تک پہنچ جائے تو تُو کہے کہ فلاں کو اتنا دے دو اور فلاں کو اتنا دے دو۔ فرمایا کہ وہ مال تو اب تیرا رہا ہی نہیں وہ تو فلاں کا ہو ہی چکا ہے۔ اس لئے صحت کی حالت میں چندوں اور صدقات کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

سوال حضرت خلیفہ اوّلؓ نے ایک خط میں حضرت مسیح موعودؑ سے کس عقیدت اور محبت اور فدائیت کا اظہار کیا ہے؟

جواب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے لکھا کہ مَیں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔ میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو مَیں مراد کو پہنچ گیا۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے تحریک جدید کے متعلق کیا پیشگوئی فرمائی ہے؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ یاد رکھو! تحریک جدید خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اس لئے وہ اس کو ضرور ترقی دے گا اور اس کی راہ میں جو روکیں ہوں گی وہ ان کو دور کر دے گا۔ اور اگر زمین سے اس کے سامان پیدا نہ ہوں گے تو آسمان سے اس کو برکت دے گا۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے ہر احمدی کے ذمے کیا فرض قرار دیا؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ہر احمدی مرد اور ہر احمدی بالغ عورت کا فرض ہے کہ اس تحریک میں شامل ہو۔ بلکہ بچوں میں بھی تحریک کی جائے اور رسمی طور پر انہیں اپنے ساتھ شامل کیا جائے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو ان کے اندر ایک نئی روح پیدا ہوگی اور بچپن سے ان کے اندر اسلام کی خدمت کی رغبت پیدا ہوگی۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی اولاد کو کیا نصیحت فرمائی ہے؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ اپنی اولاد کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میری اولاد کو میری یہ وصیت ہے کہ وہ قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو بلند رکھیں اور اپنی اولاد در اولاد کو نصیحت کرتے چلے جائیں کہ انہوں نے اسلام کی تبلیغ کو کبھی نہیں چھوڑنا اور مرتے دم تک اسلام کے جھنڈے کو بلند رکھنا ہے۔

......☆......☆......☆......

میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے نئے امیر سے مکمل تعاون کریں

آپ اپنے اخلاص اور تعلق کو مضبوطی کے ساتھ خلافت کے بابرکت نظام کے ساتھ جوڑیں اور خلیفۃ المسیح سے ذاتی تعلق بڑھانے کی کوشش کریں

اپنی اولادوں کو بھی خلافت کے بابرکت نظام سے آگاہ کریں اور ان کو ہمیشہ نصیحت کرتے رہیں کہ خلیفۂ وقت کے ساتھ اخلاص کا تعلق قائم رکھنا ہے

دنیا کا امن خلافت کے بابرکت نظام سے وابستہ رہ کر ہی قائم کیا جاسکتا ہے اس لیے اس عظیم نظام کا ہمیشہ احترام کریں

جلسہ سالانہ گوئٹے مالا 2019ء کے موقع پر سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خصوصی پیغام کا اردو مفہوم

پیارے ممبران احمدیہ مسلم جماعت گوئٹے مالا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ آپ اپنا جلسہ سالانہ 20، 21 اور 22 دسمبر 2019ء کو منعقد کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو اعلیٰ کامیابی سے نوازے، تمام شاملین اس سے روحانی فیوض حاصل کرنے والے ہوں اور بھلائی، نیکی و تقویٰ میں بڑھنے والے ہوں۔

میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے نئے امیر سے مکمل تعاون کریں۔ میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ آپ ان شرائط بیعت پر پوری کوشش کے ساتھ عمل پیرا ہوں جن کا عہد آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا جن کے متعلق رسول اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی اور ''ہمارے مہدی'' کے نام سے بڑی محبت سے پکارا تھا۔

گو کہ جماعت، گوئٹے مالا میں کافی عرصے سے قائم ہے اور اب کافی حد تک پھیل جانا چاہیے تھا مگر یہ ممکن نہیں ہو سکا۔ اس لیے گوئٹے مالا کی ترقی کیلئے آپ کو خاص کوشش کرنی چاہیے اور سخت جدوجہد کی ضرورت ہے۔ آپ کا کام اس علاقے میں اسلام کا سچا پیغام پہنچانا ہے اور ہماری خوبصورت تعلیمات سے لوگوں کو آگاہ کرنا ہے اور ان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی درگاہ میں شامل ہونے کی دعوت دینا ہے۔

چنانچہ اس کیلئے ضروری ہے کہ آپ آپس میں بھائی چارے کی فضا کو قائم کریں اور پرامن اور محبت بھری فضا میں اکٹھے مل کر کوشش کرتے ہوئے گوئٹے مالا کی جماعت کی ترقی کیلئے ہر ممکن کوشش کریں۔

آپ اپنے اخلاص اور تعلق کو مضبوطی کے ساتھ خلافت کے بابرکت نظام کے ساتھ جوڑیں اور خلیفۃ المسیح سے ذاتی تعلق بڑھانے کی کوشش کریں۔ آپ اپنی اولادوں کو بھی خلافت کے بابرکت نظام سے آگاہ کریں اور ان کو ہمیشہ نصیحت کرتے رہیں کہ خلیفۂ وقت کے ساتھ اخلاص کا تعلق قائم رکھنا ہے۔ آج اسلام کی احیائے نو اور دنیا کا امن خلافت کے بابرکت نظام سے وابستہ رہ کر ہی قائم کیا جاسکتا ہے اس لیے اس عظیم نظام کا ہمیشہ احترام کریں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ اور آپ کی نسل ہمیشہ خلافت احمدیہ کی بابرکت ہدایات کے تابع، اس کے زیر سایہ اور حفاظت کے حصار میں رہیں۔

میں پھر نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کا بہت ذکر کریں اور جلسہ کی کارروائی کے دوران جب وقفہ ہو اور راتوں کو بھی دعائیں کریں۔ پختہ عہد کریں کہ اے اللہ! ہم اس جلسے میں، جس کا آغاز محض تیرے ارادے اور تائید سے ہوا تھا، نیک نیتی کے ساتھ شامل ہو رہے ہیں۔ ہم جلسے میں صرف تیری رضا کے حصول کیلئے اور تیرے ذکر کو بڑھانے کیلئے اور تیری محبت کے حصول کی خاطر شامل ہو رہے ہیں۔ ہمیں ان تمام برکات کا وارث بنا جو تو نے اس جلسہ کیلئے مختص کی ہیں۔ ہمارے اندر وہ پاک تبدیلی پیدا کر دے جو تو چاہتا ہے جس کیلئے تو نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام صادق کو اس دنیا میں مبعوث فرمایا تا کہ ہم حقیقی طور پر آپ کی بیعت کرنے والوں میں شامل ہو سکیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، آپ کے جلسہ سالانہ کو اعلیٰ کامیابیوں سے نوازے، آپ کو بیعت کے تقاضے کو پورا کرنے والا بنائے، ہمیشہ نظام خلافت کا وفادار بنائے رکھے اور آپ کو اپنی زندگیوں میں ایسی حقیقی تبدیلی لانے والا بنائے جس سے آپ نیکی، تقویٰ، خدمت انسانیت اور اسلام میں بڑھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنا فضل فرمائے۔ آمین!

والسلام خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 3 جنوری 2020)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516
Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 70 Thursday 28 - January - 2021 Issue. 4

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.700/- (Per Issue : Rs.11/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 22 ؍جنوری 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر شروع کروں گا۔ حضرت عثمان کے بارے میں پہلی بات تو یہ یاد رکھنی چاہئے کہ یہ خود جنگ بدر میں شامل نہیں ہوئے تھے البتہ اُن آٹھ خوش نصیب صحابہ میں شامل تھے جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے مال غنیمت میں حصہ دے کر جنگ میں شامل قرار دیا تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے: عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب۔ اس طرح آپ کا سلسلہ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب کے ساتھ پانچویں پشت پر عبد مناف پر جا کر ملتا ہے۔ حضرت عثمان کی نانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ کی سگی بہن تھیں۔ حضرت عثمان کی والدہ ارواح بنت قریظ نے صلح حدیبیہ کے بعد اسلام قبول کر لیا تھا اور مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آ گئیں اور اپنے بیٹے حضرت عثمان کے دور خلافت میں فوت ہونے تک مدینہ میں ہی قیام پذیر رہیں۔ حضرت عثمان کے والد زمانہ جاہلیت میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت رقیہ کی شادی حضرت عثمان سے کی جو غزوہ بدر کے ایام میں وفات پا گئیں اس پر آنحضرت صلی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی دوسری بیٹی، حضرت ام کلثوم کی حضرت عثمان سے شادی کر دی اس وجہ سے آپ کو ذوالنورین کہا جانے لگا۔

حضرت عثمان عام الفیل کے چھ سال بعد مکہ میں پیدا ہوئے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً پانچ سال چھوٹے تھے۔ آپ کے قبول اسلام کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عثمان بن عفان اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان دونوں کے سامنے اسلام کا پیغام پیش کیا اور انہیں قرآن کریم پڑھ کر سنایا اور انہیں اسلام کے حقوق کے بارے میں آگاہ کیا اور ان سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی عزت و اکرام کا وعدہ کیا اس پر حضرت عثمان اور حضرت طلحہ دونوں ایمان لے آئے اور آپ کی تصدیق کی۔ حضرت عثمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے قدیمی اسلام لانے والوں میں سے تھے۔

قبول اسلام کے بعد آپ پر ظلم بھی ہوئے۔ موسیٰ بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن عفان نے اسلام قبول کیا تو آپ کے چچا حکم بن ابوالعاص بن امیہ نے آپ کو پکڑ کر رسیوں سے باندھ دیا اور کہا کیا تم اپنے آباؤ اجداد کا دین چھوڑ کر نیا دین اختیار کرتے ہو۔ بخدا میں تمہیں ہرگز نہیں کھولوں گا یہاں تک کہ تم اپنا یہ نیا دین چھوڑ دو۔ اس پر حضرت عثمان نے کہا خدا کی قسم میں اسے کبھی نہیں چھوڑوں گا اور نہ اس سے علیحدگی اختیار کروں گا۔ حکم نے جب آپ کے دین پر مضبوطی کی یہ حالت دیکھی تو پھر مجبوراً آپ کو چھوڑ دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ کی شادی حضرت عثمان بن عفان کے ساتھ مکہ میں ہی ہو گئی تھی۔ حضرت عثمان نے ان کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ حضرت رقیہ اور حضرت عثمان دونوں ہی خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ اَحْسَنَ زَوْجَیْنِ رَاٰھُمَا اِنْسَانٌ رُقَیَّۃُ وَزُوْجُھَا عُثْمَان۔ سب سے خوبصورت جوڑا جو کسی انسان نے دیکھا ہو وہ حضرت رقیہ اور ان کے شوہر حضرت عثمان ہیں۔

عبدالرحمن بن عثمان قرشی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی کے گھر تشریف لائے وہ اس وقت حضرت عثمان کا سر دھو رہی تھیں اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹی ابوعبداللہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتی رہو یقیناً یہ میرے صحابہ میں اخلاق کے لحاظ سے مجھ سے سب سے زیادہ مشابہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کو جو آزمائش پہنچ رہی تھی اور جو مظالم ان پر ہو رہے تھے، اس پر آپ نے ان سے فرمایا کہ اگر تم حبشہ کی سرزمین کی طرف نکلو تو وہاں ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا اور وہ سچائی کی سرزمین ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب حبشہ کی سرزمین کی طرف روانہ ہوئے یہ اسلام میں ہونے والی پہلی ہجرت تھی۔ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے صحابہ میں حضرت عثمان اپنی زوجہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ شامل تھے۔

حضرت سعد بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن عفان نے ارض حبشہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ رقیہ کو بھی ہمراہ لے جاؤ میرا خیال ہے کہ تم میں سے ہر ایک دوسرے کا حوصلہ بڑھاتا رہے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر حضرت لوط اور حضرت ابراہیم کے بعد یہ دونوں یعنی عثمان اور رقیہ ہجرت کرنے والوں میں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے ہیں۔

حبشہ سے ان کی واپسی کا واقعہ بھی بیان ہوا ہے۔ جب بعض صحابہ قریش کے اسلام لے آنے کی غلط خبر پا کر اپنے وطن واپس آئے تو حضرت عثمان بھی آ گئے۔ یہاں آ کر معلوم ہوا کہ یہ خبر جھوٹی ہے اس بناء پر بعض صحابہ پھر حبشہ کی طرف لوٹ گئے مگر حضرت عثمان مکہ میں ہی رہے یہاں تک کہ مدینہ کی ہجرت کا سامان پیدا ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام صحابہ کو مدینہ کی طرف ہجرت کا ارشاد فرمایا تو حضرت عثمان بھی اپنے اہل و عیال کے ساتھ مدینہ تشریف لے گئے۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت عثمان کی مدینہ کی طرف ہجرت اور مؤاخات کا ذکر اس طرح ملتا ہے کہ جب حضرت عثمان نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمن بن عوف کے مابین عقد مؤاخات قائم فرمایا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عثمان کی مؤاخات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ قائم فرمائی تھی۔ چنانچہ طبقات کبریٰ میں لکھا ہے کہ جب حضرت عثمان کو دشمنوں نے محصور کر دیا تو آپ نے ایک اونچی کوٹھڑی کے روشن دان سے جھانک کر لوگوں سے پوچھا، کیا تم میں طلحہ ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں ہے۔ آپ نے انہیں فرمایا کہ تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کو علم ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی تھی تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے ہمراہ میری مؤاخات قائم فرمائی تھی۔ اس پر حضرت طلحہ نے کہا کہ واللہ یہ درست ہے۔

حضرت عثمان کی حضرت ام کلثوم سے شادی کے واقعہ کا ذکر اس طرح ملتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رقیہ کی وفات کے بعد حضرت عثمان بن عفان کے ساتھ اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کی شادی کر دی۔ حضرت ابوہریرۃ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان سے مسجد کے دروازے پر ملے اور فرمانے لگے کہ عثمان یہ جبریل ہیں انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ام کلثوم کا نکاح رقیہ جتنے حق مہر پر اور اس سے تمہارے حسن سلوک پر تمہارے ساتھ کر دیا ہے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام کلثوم کی شادی حضرت عثمان سے کی تو آپ نے حضرت ام ایمن سے فرمایا میری بیٹی ام کلثوم کو تیار کر کے عثمان کے ہاں چھوڑ آؤ اور اس کے سامنے دف بجاؤ۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن کے بعد حضرت ام کلثوم کے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔ اے میری پیاری بیٹی تم نے اپنے شوہر کو کیسا پایا؟ ام کلثوم نے عرض کیا وہ بہترین شوہر ہیں۔ حضرت ام کلثوم حضرت عثمان کے ہاں نو ہجری تک رہیں اسکے بعد وہ بیمار ہو کر وفات پا گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی قبر کے پاس بیٹھے۔ آپکی آنکھیں اشکبار تھیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت ام کلثوم کی وفات پر فرمایا اگر میری کوئی تیسری بیٹی ہوتی تو میں اس کی شادی بھی عثمان سے کروا دیتا۔ حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ سے گزرے تو دیکھا کہ حضرت عثمان حضرت ام کلثوم بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے غم میں رو رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے عثمان تم کس وجہ سے رو رہے ہو؟ حضرت عثمان نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ میرا آپ سے دامادی کا تعلق ختم ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ مت رو قسم ہے اس کی ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر میری سو بیٹیاں ہوتیں اور ایک ایک کر کے فوت ہو جاتی تو میں ہر ایک کے بعد دوسری کو تجھ سے بیاہ دیتا یہاں تک کہ سو میں سے ایک بھی باقی نہ رہتی۔

حضور انور نے فرمایا: باقی ذکر انشاء اللہ آئندہ ہو گا۔ جیسا کہ میں ہر جمعہ میں تحریک کر رہا ہوں، پاکستان کے، احمدیوں کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔ مخالفین تو اپنی طرف سے اپنے زعم میں دائرہ تنگ کر رہے ہیں لیکن ان کو نہیں پتہ کہ ایک بالا ہستی بھی ہے، خدا تعالیٰ بھی ہے جس کی تقدیر بھی چل رہی ہے اور اس کا دائرہ بھی ان کے اوپر تنگ ہو رہا ہے اور وہ دائرہ جب تنگ ہوتا ہے تو پھر اس سے کوئی فرار نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل دے اور یہ لوگ ابھی بھی عقل سے کام لیں انصاف سے کام لیں اور بلا وجہ کی ظلم اور تعدی سے باز آئیں۔ اسی طرح الجزائر کے لوگوں کیلئے بھی دعا کریں، ایمان سلامت رہے ان کا۔ اسی طرح بعض اور جگہوں پر بھی احمدیوں کی مخالفت کافی زیادہ ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہر احمدی کو ہر لحاظ سے محفوظ رکھے۔

بعدہ حضور انور نے مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب سابق ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ ربوہ، مکرم مولانا محمد عمر صاحب سابق ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ قادیان، مکرم حبیب احمد صاحب مربی سلسلہ ربوہ، مکرم بدر الزماں صاحب یو.کے، مکرم منصور احمد تحسین صاحب ربوہ، مکرم ڈاکٹر ایدی ابراہیم موانگا صاحب تنزانیہ، مکرمہ صغریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم دین محمد صاحب ننگلی درویش قادیان، مکرم چوہدری کرامت اللہ صاحب یو.کے، مکرم چوہدری منور احمد خالد صاحب جرمنی، مکرمہ نصیرہ بیگم صاحبہ بنگلہ دیش اور مکرم رفیع الدین بٹ صاحب کے اوصاف حمیدہ بیان فرمائے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان تمام مرحومین کے درجات بلند کرے اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ نماز کے بعد میں ان کی نماز جنازہ غائب ادا کروں گا۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad